عنبر، ناگ، ماریا
۱۳۱
خوفناک مقابلہ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK
۱۳۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا حیرت انگیز تجربوں سے گذر رہے ہیں۔ کئی دوستوں نے پوچھا ہے کہ وہ ایک بار پھر ماضی کے زمانے میں کیسے پہنچ جاتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ ہماری دنیا میں جو بڑے واقعات گذرتے ہیں ان کا عکس روشنی کے ذروں کی شکل میں روشنی کی رفتار سے سفر کر رہا ہوتا ہے جس طرح ٹیلی ویژن کی تصویر روشنی کے ذروں کی مدد سے ہمارے ٹی وی سیٹ پر آ جاتی ہے اسی طرح اگر ہم کسی طرح خلاء میں پہنچ کر اپنی دنیا کے واقعات کے سفر کرتے عکس کے اندر پہنچ جائیں تو ہم ماضی میں چلے جائیں گے اور ان واقعات کو ایک بار پھر گذرتے دیکھیں گے جو پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ سائنس کا اصول ہے۔ اسی اصول کی وجہ سے عنبر ناگ اور ماریا اور کیٹی پرانے زمانے میں بار بار چلے جاتے ہیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/ایف راہ چمن سمن آباد ۔ لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اول :
ناشر : عثمان سلیم
[illegible] شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ فلسطینی کمانڈو
○ پُراسرار قبر
○ زرقہ کا فرار
○ رتنالی کون تھی؟
○ خوفناک مقابلہ

فلسطینی کمانڈو

بحری ڈاکو تلواریں لہراتے ناگ اور ساتھی نوجوان پر لپکے۔

ناگ کو اپنی فکر نہیں تھی۔ اسے غم نصیب نوجوان کا فکر تھا کہ وہ اس جنگ میں ضرور مارا جائے گا۔ ناگ اگر دو ڈاکوؤں کو سنبھالتا ہے۔ تو تیسرا ڈاکو ضرور نوجوان پر تلوار سے حملہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے وہی فیصلہ کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ اس نے جہاز کے عرشے پر پیچھے کی طرف بھاگ کر اپنے ساتھی نوجوان کو بازو سے پکڑا اور جہاز کے عرشے سے دھڑام سے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

رات کی تاریکی میں وہ اتھاہ سمندر کی بپھرتی ہوئی موجوں میں جا کر گرے تو نوجوان کی چیخ نکل گئی لیکن سمندر میں گرتے ہی ناگ نے نوجوان کو اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قابو میں کیا اور اس کی گردن کو پانی سے باہر رکھا۔ سمندری لہریں بپھری ہوئی تھیں اور تیزی سے جہاز سے دور ہو رہی تھیں۔ جہاز کے عرشے پر ڈاکو کھڑے جھک کر نیچے دیکھ رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں انہیں سمندر میں بھلا کیا نظر آتا۔ سمندر کی طوفانی موجیں ناگ اور نوجوان کو بہاتی ہوئی کہیں کی کہیں لے گئیں۔ اتنے خوفناک سمندر میں پہاڑ ایسی موجوں پر اوپر نیچے ہونے سے نوجوان کا دل ڈر سے بیٹھا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور بار بار منہ میں پانی چلا جاتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ یہ بے چارہ تو اس طرح ختم ہو جائے گا۔

ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور فوراً ہی ایک بہت بڑے عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ پھر اس نے جھپٹ کر نوجوان کو اپنے پنجوں میں اُٹھا لیا اور سمندر کے اوپر پھڑپھڑاتا ہوا فضا میں بلند ہوتا گیا۔ ناگ کے پنجوں میں دبکا ہوا نوجوان خوف کے مارے بے ہوش ہو چکا تھا۔ ناگ نے اسے مضبوطی سے اپنے پنجوں میں پکڑ رکھا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے واپس جزیرے کی طرف پلٹا جہاں عنبر، تھیوسانگ

ثالا اور اوڈماشا اس کا انتظار کر رہے تھے اور ماریا ویران محل کے تابوت میں قید تھی۔

ناگ کو اندھیری رات میں سمندر کے اوپر بلندی پر اڑتے ابھی تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ ایک دم سے اسے سمندری طوفان نے گھیر لیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ہوا کا طوفان اس قدر تیز اور شدید تھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں کبھی ایک طرف کو چلا جاتا اور کبھی ہوا کے تھپیڑے اسے اٹھا کر دوسری طرف پھینک دیتے۔ نوجوان ابھی تک بے ہوش تھا اور ناگ اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

سمندری ہواؤں کے قیامت خیز طوفان نے آخر ناگ کو بے بس کر دیا۔ تیز ہواؤں کے تھپیڑے ناگ کو اٹھا کر ایک طرف اڑانے لگے۔ ان طوفانی ہواؤں کے دوش پر ناگ ساری رات بہتا رہا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ہوائیں اسے کس طرف لے جا رہی ہیں۔ اس نے اپنے پر سمیٹ لیے تھے اور اپنے آپ کو طوفانی ہواؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ صبح کے وقت ہوا کا طوفان تھما تو ناگ نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پروں کو کھول کر پھڑ پھڑایا۔ وہ اب اپنی مرضی سے اڑ سکتا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ اب اس کے نیچے سمندر نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک صحرا کے اوپر اڑتا جا رہا تھا۔ ناگ نے نیچے کی جانب غوطہ لگایا اور ریت کے ایک ٹیلے پر اُتر گیا۔

نوجوان کو دیکھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل بدلی، اور نوجوان کو ہوش میں لانے کے لیے اس کے منہ پر دو ایک ہلکے ہلکے طمانچے مارے۔ اُس نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھول دیں اور حیرانی سے بولا:

"میں کہاں ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"ہم سمندر سے نکل کر ایک صحرا میں آ گئے ہیں اب تمہیں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔"

نوجوان نے چاروں طرف پھیلا ہوا صحرا دیکھا تو تعجب سے کہنے لگا:

"یہ تمہارا طلسم ہمیں نکال کر یہاں لے آیا ہو گا تم واقعی بہت بڑے جادوگر ہو۔"

ناگ بولا: "بس میں اتنا ہی طلسم جانتا ہوں۔ مگر وعدہ کرو کہ تم میرے اس طلسم کا ذکر

کسی سے نہیں کرو گے۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو، پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے؟"

نوجوان نے کہا:

"میرا نام گوگوسٹس ہے۔ میرا باپ شمالی افریقہ کے ایک ملک بلاش کے شہر طنبیر میں رہتا تھا۔ وہ بڑا امیر سوداگر تھا۔ میں اس کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ یہ ڈاکو مجھے اس لیے اغوا کر لائے تھے کہ میں انہیں اپنے باپ کے خزانے کا پتہ بتا دوں گا۔ مگر انہیں معلوم نہیں میرا باپ مرتے وقت مجھے بھی خزانے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکا۔ میرے باپ کی شاندار حویلی اور اس کی ساری جائیداد پر میرے چچا نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے گھر شہر طنبیر میں پہنچا دو۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ناگ کو اگرچہ واپس عنبر تھیوسانگ اور ناگا وغیرہ کے پاس جانے کی بھی جلدی تھی لیکن ایک تو وہ جزیرے کا راستہ بھول گیا تھا۔ سمندر طوفان نے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہیں کا کہیں لا پھینکا تھا دوسرے وہ گولوش نوجوان کو بے یار و مددگار صحرا میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے گولوش سے کہا کہ وہ اسے اس کے گھر پہنچانے کے بعد ہی اس سے الگ ہو گا۔

ناگ نے گولوش سے پوچھا:

"کیا تم صحرا کے ان ٹیلوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہم کس ملک میں ہیں؟"

گولوش نے چاروں طرف ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ پھر کچھ غور کرنے کے بعد بولا:

"میرا خیال ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے صحرا ہی میں ہیں۔ کیوں کہ صرف شمالی افریقہ ہی ایک ایسا صحرا ہے جہاں بیر بہوٹی کی بلند کانٹے دار جھاڑیاں ہوتی ہیں اور میں یہ جھاڑیاں کئی جگہوں پر اُگی دیکھ رہا ہوں۔"

ناگ بولا: "پھر تو یہاں سے تمہارا ملک دور نہیں ہے۔ اب ایسا کرتا ہوں کہ میں عقاب بن کر تجھے اپنے اوپر بٹھا لیتا ہوں۔ اس طرح ہم صحرا کو جلدی سے عبور کر جائیں گے۔ ورنہ جانے تمہارے شہر تک پہنچتے کتنے دن

لگ جائیں اور تم بھوکے پیاسے ایک دن بھی نہیں گزار سکو گے۔"

گولوش پہلے تو ڈر گیا اور اس نے عقاب کے اوپر بیٹھ کر پرواز کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب دیکھا کہ اتنے وسیع اور لق و دق صحرا کو وہ پیدل چل کر بھی پار نہیں کر سکتا تو راضی ہو گیا۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں آ کر گولوش کو اپنے اوپر بٹھایا اور شمال کی طرف پرواز کرنے لگا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر جا کر اڑ رہا تھا۔ تا کہ نیچے سے وہ کسی انسان کو آسانی سے دکھائی نہ دے سکے۔ اس وقت دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سارا دن عقاب اڑتا رہا۔ شام کے وقت جب سورج غروب ہوا تو دور ناگ کو کسی شہر کی فصیل کے اندر مکانوں کی چھتیں دکھائی دیں۔

ناگ نے گولوش سے کہا:

"کیا تم اس شہر کو پہچانتے ہو؟"

گولوشس نے کہا:

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ میرا ہی شہر جلنیر ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ وہ بلندی کو چھوڑ کر کافی نیچے آ گیا تھا۔ اب صحرا کی جگہ زمین پر کہیں کہیں کھیت اور کھجور کے درخت بھی نظر آنے لگے تھے۔ شہر قریب تھا۔ گولوش نے عقاب کے اوپر بیٹھے بیٹھے اپنے شہر کو پہچان لیا تھا۔ ناگ نیچے آ گیا۔ ایک کھیت میں اُتر کر اس نے دوبارا انسانی شکل اختیار کی اور گولوش کو ساتھ لے کر شہر میں داخل ہو گیا۔ گولوش اسے اپنی حویلی میں لے گیا جہاں اس کا چچا رہتا تھا۔ چچا نے گولوش کو دیکھ کر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا۔ ناگ سے بھی ہاتھ ملایا مگر بیزاری سے۔ ناگ وہاں صرف ایک رات ہی ٹھہرا اور گولوش کو اس کی حویلی میں چھوڑ کر واپس عنبر اور تھیوسانگ سے ملنے ان کے ویران جزیرے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اڑن طشتری پرواز کے لیے تیار تھی۔

مصیبت یہ تھی کہ ناگ کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ جزیرہ کس سمندر میں ہے اور اس سمندر کو کون سا راستہ جاتا ہے۔ بس اس نے عقاب کی شکل بدل کر فضا میں اڑنا شروع کر دیا تھا۔ اڑتے اڑتے رات کا اندھیرا زمین پر پھیل گیا اور ناگ کو نیچے کچھ نظر

نہیں آتا تھا۔ آسمان پر ستارے بھی نہیں تھے کیوں کہ کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر میں موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ بارش میں بجلی بھی بار بار چمک رہی تھی۔ بارش میں ایک عقاب کے لیے اڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ کیوں کہ پَر گیلے ہو کر بوجھل ہو جاتے ہیں۔ ناگ نے سوچا کہ نیچے اتر کر کسی جگہ رات بسر کی جائے۔ جب بارش تھمے گی تو پھر سفر شروع کیا جائیگا۔

اس نے موسلا دھار بارش میں نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔

ابھی وہ غوطے میں گیا ہی تھا کہ اچانک بجلی کی چکا چوند نے اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ ایک کڑاکے کی آواز بلند ہوئی اور عقاب کو اتنے زور کا دھکا لگا کہ وہ بارش میں قلا بازیاں کھاتا زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کے ارد گرد دھند ہی دھند تھی۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ نہ زمین، نہ آسمان اور نہ بارش — بارش بھی رک گئی تھی۔ بجلی بھی نہیں چمک رہی تھی۔ بادلوں کی گرج بھی جیسے کہیں غائب ہو چکی تھی۔ ناگ نے اپنے پروں کو سنبھال کر اوپر کی طرف اڑنے کی کئی بار کوشش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی مگر وہ ہر بار ناکام رہا۔ کسی ان دیکھی طاقت نے اس کے پروں کو جیسے بند کر دیا تھا اور وہ ان کو حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ وہ دل میں پریشان ہوا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

ایک پریشانی اسے یہ تھی کہ ابھی تک زمین نہیں آئی تھی۔ اب تک تو اسے زمین کے ساتھ ٹکرا جانا چاہیے تھا۔ لیکن زمین بھی جیسے غائب ہو گئی تھی۔ ناگ نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ تیز ہوائیں اسے دھند میں نیچے ہی نیچے لیے جا رہی تھیں۔ پھر ایسا ہوا کہ اس کو ایک ہلکا سا دھچکا لگا اور اس کے پر اپنے آپ کھل گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ فضا میں پر تولے اور زمین کی طرف غوطہ لگایا۔

دھند اس کے سامنے سے چھٹ رہی تھی۔ اسے کسی چیز کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا ہوائی جہاز جو ایک فائیٹر جیٹ تھا خوفناک زناٹے کی آواز کے ساتھ اس کے قریب سے گزر گیا۔ ناگ اس کے ہوا کے تھپیڑے سے قلابازیاں کھاتا ایک طرف کو بلند ہو گیا۔ اس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور حیران ہو کر

یا خدا یہ فائیٹر جیٹ طیارہ کہاں سے آ گیا؟ وہ کس دنیا میں پہنچ گیا ہے؟ یہ جیٹ طیارے تو زمین پر ۱۹۶۰ء کے بعد کے زمانے میں اڑا کرتے تھے۔

ناگ نے زمین کی طرف غوطہ لگایا۔ اسے نیچے کسی ماڈرن شہر کی عالی شان بلند عمارتیں، بل کھاتی شاندار سڑکیں اور ان سڑکوں پر دوڑتی نئے ماڈل کی کاریں، ٹرک اور ویگنیں دکھائی دیں۔ ناگ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ سمجھ گیا کہ وقت نے کروٹ بدل لی ہے اور وہ اس زمین کے ۱۹۶۰ء کے بعد کے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔

وہ شہر کے ایک بہت خوبصورت پارک کے ایک گنجان درخت پر اتر آیا۔ پارک میں کچھ بچے فٹبال کھیل رہے تھے۔ یہ سرخ و سفید بچے تھے۔ یقیناً یہ یورپ کا کوئی ملک ہو گا۔ ناگ نے سوچا لیکن اس نے دو بوڑھوں کو ایک بنچ پر بیٹھے باتیں کرتے دیکھا جن کے رنگ زیادہ گورے نہیں تھے اور انہوں نے لمبے چغے پہن رکھے تھے۔ ایک جگہ پارک میں اسے کھجور اور انجیر کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آئے۔

ناگ ابھی تک نہیں سمجھ سکا تھا کہ وہ کس ملک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے شہر میں آ گیا ہے۔ ناگ درخت کی گھنی شاخوں میں سے اتر کر نیچے پارک میں آ گیا۔ وہ درخت کی اوٹ میں تھا۔ اسے ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سانس اوپر کو کھینچا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ اس کا لباس اس ملک کے لوگوں جیسا ہو گیا تھا۔ یعنی اس نے جینز اور ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں چمڑے کے سیاہ جوتے تھے۔ ناگ نے قمیض اور پتلون کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اس کی جیبوں میں کچھ نہیں تھا۔

اسے اگر افسوس تھا تو اس بات کا کہ وہ عنبر، تھیوسانگ اور ٹوٹاشا وغیرہ کے زمانے سے بہت آگے نکل آیا تھا۔ کیٹی بھی اس سے بہت دور ہو گئی تھی جو نہ جانے کس خلائی سیارے میں قید کی زندگی گذار رہی تھی۔ بہرحال ناگ صبر شکر کر کے پارک میں ایک طرف کو چلنے لگا۔ ایسا تو ہزاروں سال سے اس کے ساتھ ہوتا ہی آیا تھا۔

وہ بنچ پر بیٹھے بوڑھے آدمیوں کے قریب سے گذرا تو انہیں ان کی باتیں سنائی دیں۔ وہ عبرانی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ زبان یہودیوں کی تھی۔ کہیں

وہ کسی یہودی ملک میں تو نہیں پہنچ گیا؟ اس نے سوچا کہ اگر وہ بیسویں صدی میں آ گیا ہے تو یہ یقیناً اسرائیل کا ملک ہو گا جس پر یہودیوں نے فلسطینی عرب مسلمانوں کو نکال کر قبضہ کر رکھا ہے۔ پارک میں سے نکل کر وہ فٹ پاتھ پر آ گیا۔ اس کے سامنے والی فٹ پاتھ پر سڑک کے پار دکانیں اسٹور اور اونچی ماڈرن عمارتیں تھیں سڑک پر سے نئے ماڈل کی موٹر کاریں گذر رہی تھیں۔ سڑک پار کر کے وہ سامنے والے فٹ پاتھ پر آیا تو اس نے سٹوروں اور دکانوں کے باہر عبرانی زبان میں سائن بورڈ لکھے ہوئے دیکھے۔ ایک بورڈ کے نیچے تل ابیب لکھا تھا۔ اب اسے اس حقیقت کا ثبوت مل گیا تھا کہ وہ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں پہنچ گیا ہے۔ یہ اسرائیلیوں یعنی یہودیوں کا ملک تھا جو عرب مسلمانوں کے دشمن تھے۔

ناگ اپنی تقدیر پر افسوس کرنے لگا کہ وہ بجائے دوست ملک کے ایک دشمن ملک میں پہنچ گیا ہے لیکن تقدیر کو کیا منظور تھا؟ اس کی ناگ کو خبر نہیں تھی۔ اسرائیلی لڑکیاں نیکریں اور پتلونیں پہنے تیز تیز قدموں سے اس کے پاس سے گذر رہی تھیں۔ چلتے چلتے وہ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوک میں آ گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ بازار کس طرف کو جاتا ہے۔ وہ اس شہر میں اجنبی تھا۔ وہ یونہی منہ اٹھائے چل رہا تھا۔ دل میں عنبر، تھیوسانگ اور ماریا اور کیپٹن کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے اب ان سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہو گی۔

ناگ ایک موڑ گھوما تو اسے ایک دم سے سٹین گن کی گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ سڑک پر سے لوگ ادھر اُدھر دوڑ اُٹھے۔ ناگ بھی ایک کھمبے کے پیچھے ہو گیا۔ گولیاں تڑا تڑ چل رہی تھیں۔ پھر ایک گلی میں سے دو نوجوان جنہوں نے اپنے سروں پر فلسطینی مجاہدوں کے عربی رومال باندھ رکھے تھے ہاتھوں میں سٹین گنیں لیے بھاگ کر نکلے۔ وہ پیچھے منہ کر کے فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے اسرائیلی سپاہی ایک جیپ میں گولیاں برساتی چلی آ رہی تھی۔

گولیوں کی بوچھاڑ ایک مجاہد کو لگی اور وہ منہ کے بل سڑک پر گر پڑا۔ دوسرا ناگ کی طرف دوڑا۔ شاید وہ اس کھمبے کی آڑ لینا چاہتا تھا۔ جہاں پہلے ہی سے ناگ کھڑا تھا۔ ناگ اپنے آپ کو کسی مصیبت میں نہ ڈالنے کے خیال سے وہاں سے دوڑا۔ فلسطینی

مجاہد کھمبے کے قریب آیا تو سامنے سے بھی ایک فوجی جیپ آ گئی۔ اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ فلسطینی مجاہد کے ساتھ ناگ بھی بھاگا جا رہا تھا۔ اسرائیلی فوجی جیپ میں سے اچھل کر کودے اور فلسطینی مجاہد کو قابو میں کر لیا۔ دو فوجیوں نے ناگ کو بھی دبوچ لیا۔

فوجیوں نے فلسطینی مجاہد اور ناگ کو گھسیٹ کر فوجی جیپ میں ڈالا اور جیپ کو فل سپیڈ پر چلاتے بازاروں میں سے گذرتے ایک کھلی سڑک پر آ گئے۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ ناگ کو جب سنبھلنے کا موقع ملا تو اس نے دیکھا کہ فلسطینی مسلمان عرب مجاہد اسرائیلی فوجیوں کی سٹین گنوں کی زد میں جیپ کے فرش پر ناگ کے بالکل پاس ہی بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے کس لیے گرفتار کیا گیا ہے۔ ناگ اگر چاہتا تو اسی وقت آزاد ہو سکتا تھا لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس مسلمان عرب فلسطینی مجاہد کو ان یہودی درندوں کے چنگل میں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

پھر بھی ناگ نے عبرانی زبان میں ایک فوجی سے کہا کہ وہ بے گناہ ہے۔ اسے کیوں پکڑا گیا ہے۔ یہودی فوجی نے جواب میں ناگ کی گردن پر سٹین گن کا دستہ مارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور غراتے ہوئے کہا ؛

"تم بھی اس فلسطینی عرب کے ساتھی ہو؟"

ناگ بولا: "میں فلسطینی عرب نہیں ہوں۔ میں اسرائیلی ہوں۔"

فوجی نے اس سے ناگ کا شناختی کارڈ مانگا۔ شناختی کارڈ ناگ کے پاس نہیں تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ ناگ بھی اس فلسطینی کمانڈو کا ساتھی ہی ہے۔ ناگ اور فلسطینی عرب کمانڈو کو ہتھکڑیاں لگا دی گئی تھیں۔ فوجی جیپ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں سے گزرتی ہوئی ایک فوجی چھاؤنی میں آ گئی۔ یہاں کانٹے دار تار والا ایک بڑا گیٹ تھا۔ جیپ کو آتے دیکھ کر گارڈ نے گیٹ کھول دیا۔

ناگ اور فلسطینی عرب کمانڈو کو فوجی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ جب وہ دونوں حوالات میں اکیلے رہ گئے تو فلسطینی کمانڈو نے ناگ کی طرف تعجب سے دیکھتے ہوئے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ ناگ نے اسے عربی زبان میں بتایا۔

"میں عرب کمانڈو نہیں ہوں لیکن میری ہمدردیاں فلسطینی عرب مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اگر تمہاری

وجہ سے مجھ پر بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو میں اس کی پروا نہیں کروں گا۔ لیکن مجھے جلدی سے بتاؤ کہ تم اور تمہارا ساتھی جو شہید ہو گیا ہے یہاں کیسے آ گئے تھے؟"

فلسطینی عرب کمانڈو نے کوئی جواب نہ دیا۔

ناگ بولا: "ہمارے پاس وقت کم ہے۔ ابھی یہ لوگ ہمیں یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ لے جا کر بند کر دیں گے۔ ہو سکتا ہے پھر ہم ایک دوسرے سے ملاقات نہ کر سکیں۔ چونکہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں اس لیے مجھے اپنے مشن کے بارے میں بے دھڑک بتا دو۔ تم یقین کرو کہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

عرب کمانڈو بھلا اپنے مشن کے بارے میں ایک اجنبی کو کیسے کچھ بتا سکتا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب ناگ نے سوچا کہ اس عرب کمانڈو کو کوئی شعبدہ دکھانا چاہیے ورنہ اسے کبھی یقین نہیں آئے گا۔ ناگ نے حوالات کے دروازے کی طرف دیکھا۔ یہودی سپاہی سلاخوں والے دروازے کی طرف پیٹھ کیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے اپنا ہاتھ عرب کمانڈو کے سامنے کر دیا اور بولا:

"مجھ میں ایک ایسی خفیہ طاقت ہے جس کو کام میں لاتے ہوئے میں مسلمان مجاہدوں کی بہت مدد کر سکتا ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اپنے اس ہاتھ کو سانپ کی دم میں تبدیل کر سکتا ہوں میرے ہاتھ کو دیکھتے رہنا۔"

ناگ نے آدھا سانس بھر کر چھوڑا تو اس کا ہاتھ سانپ کی دم میں بدل گیا۔

عرب کمانڈو کی آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں۔ ناگ نے فوراً سانس چھوڑ دیا اس کا ہاتھ پھر اصلی حالت میں آ گیا۔

ناگ نے کہا:

"تم نے اپنی آنکھوں سے میری خفیہ طاقت کا کرشمہ دیکھ لیا ہے یہ ایک نمونہ تھا۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم لوگ یہاں کس مشن پر آئے ہوئے ہو۔ مجھ پر یقین کرو کہ میں مسلمان فلسطینی مجاہدوں کے ساتھ ہوں۔"

عرب کمانڈو نے کہا:

"میرا نام سلمان ہے۔ ہماری ایک فلسطینی مجاہدہ اسرائیلیوں کی قید میں ہے۔ اس کا نام زرقہ ہے ہم اسے آزاد کروانے آئے تھے کہ فوج کو ہمارا پتہ چل گیا اور یوں میرا ایک ساتھی دشمن کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ زرقہ کس جگہ قید ہے؟"

عرب کمانڈو سلمان بولا:

"ہماری خفیہ تنظیم نے ہمیں یہ اطلاع دی تھی کہ فلسطینی مجاہدہ زرقہ تل ابیب کے پہاڑوں والے قلعے میں قید ہے اور اس پر یہودی بے حد ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں۔ وہ قلعہ یہاں سے سات کوس دور ویران علاقے میں واقع ہے۔ لیکن یہودی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑی سی پوچھ گچھ کے بعد ہمیں فائرنگ سکواڈ کے حوالے کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا :

"جب ایسا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ اس وقت تم مجھے یہ بتاؤ کہ زرقہ تک اگر میں کسی طرح پہنچ بھی گیا تو اسے کس طرح یقین دلا سکوں گا کہ میں اس کا ہمدرد اور ساتھی ہوں۔"

عرب کمانڈو نے کہا :

"اگر تم زرقہ کے سامنے "اللہ اکبر" کے الفاظ کو تین بار دہراؤ گے تو اسے تم پر یقین آ جائے گا کہ تم اس کے ساتھی ہو۔ کیونکہ یہ ہمارا خفیہ کوڈ لفظ ہے۔ مگر تمہارا نام کیا ہے اور تم اصل میں کون ہو؟"

ناگ مسکرایا : "یہ بتانے کی میں خاص ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بہرحال میں پوری کوشش کروں گا کہ زرقہ کو ویران قلعے سے نکال کر فلسطینی مجاہدوں کے پاس پہنچا دوں۔ ویسے میری خواہش یہی ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہی رہو۔"

سلمان نے گہرا سانس لیا اور بولا :

"اس کی مجھے امید نہیں۔ تم اسرائیلی یہودیوں کو نہیں جانتے۔ یہ بہت سنگ دل اور ناقابلِ

اعتبار لوگ ہیں۔ اور فلسطینی کمانڈوز سے تو انہیں سخت دشمنی ہے۔ یہ ہمارے کئی مجاہد کمانڈوز کو شہید کر چکے ہیں۔"

پھر سلمان نے ناگ کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا :

"کیا تمہارے پاس یہ کوئی طلسم ہے یا تم سچ مچ کوئی سانپ ہو؟"

ناگ ہنسنے لگا :

"وقت آنے پر اگر اس کی ضرورت ہوئی تو تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ اس وقت تو مجھے اس بات کی فکر ہے کہ تمہیں یہاں سے کیسے فرار کروایا جا سکتا ہے۔"

بھاری فوجی بوٹوں کی چاپ سنائی دی۔ چار فوجی اپنے ایک کیپٹن کے ساتھ حوالات کے باہر آ گئے۔ ناگ اور کمانڈو سلمان کو دوبارہ ہتھکڑیاں ڈال کر انہیں باہر نکالا۔ سٹین گنوں والے سپاہی ان دونوں کے آگے پیچھے چل رہے تھے۔ انہیں کوارٹر گارڈ کی حوالات سے نکال کر فوجی چھاؤنی کی بڑی جیل میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ اب انہیں الگ الگ کوٹھڑیوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قید کیا گیا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اب پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع ہو گا اور اسے مارا پیٹا بھی جائے گا۔ اس وقت شام ہو رہی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی کی دیواریں پتھر کی تھیں اور ایک چھوٹی سی کھڑکی پیچھے جیل کے صحن کی طرف کھلتی تھی۔ اس کھڑکی میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد باہر فوجی بوٹوں کی بھاری آواز آئی۔ ناگ سے پوچھ گچھ کرنے فوجی آ رہے تھے۔

ناگ نے گہرا سانس لے کر چھوڑا اور اس نے ایک چھوٹے سے بھورے رنگ کے سانپ کی شکل بدل لی۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھڑی کی چھت میں ایک جگہ اندھیرے میں چھپ گیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور تین اسرائیلی فوجی اندر داخل ہوئے۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا۔

انہیں عرب کمانڈو کا ساتھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ وہ شور مچاتے چلاتے باہر نکل گئے۔ باہر فوجیوں کے بھاگنے کی آوازیں آئیں۔ تھوڑی دیر بعد جیل کا الارم چیخ اٹھا۔ ناگ خاموشی سے چھت میں دبکا رہا۔

جب ذرا اندھیرا چھا گیا تو وہ رینگتا سلاخوں والی کھڑکی سے نکل کر جیل کی صحن والی دیوار پر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ عرب کمانڈو سلمان کو ساتھ والی کوٹھڑی میں قید کیا گیا ہے۔ وہ دوسری کوٹھڑی کی سلاخوں والی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے چھت سے لٹکتے دھیمے بلب کی روشنی میں سلمان کمانڈو کو دیکھا کہ کونے میں سر جھکائے بیٹھا ہے۔

ناگ رینگتا ہوا دیوار سے نیچے اترا اور فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔ اپنے سامنے اچانک ناگ کو دیکھ کر سلمان کمانڈو ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ ناگ جھک کر اس کے قریب بیٹھ گیا اور بولا:

"میں اپنی خفیہ طاقت سے کام لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں فرار ہو گیا ہوں لیکن میں سانپ کی شکل میں کوٹھڑی کے اندر ہی چھپا ہوا تھا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا پروگرام ہے۔"

سلمان کمانڈو جلدی سے اٹھ کر کھڑکی کی سلاخوں کے پاس گیا۔ باہر دیکھا۔ پھر ناگ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اگر وہ تمہارے پاس پوچھ گچھ کرنے آئے تھے تو اب تھوڑی دیر بعد میرے پاس بھی آئیں گے۔ تمہارے فرار نے انہیں پریشان کر دیا ہے ہو سکتا ہے آج کی رات وہ مجھ سے پوچھ گچھ کرنے نہ آئیں۔ بہرحال صبح ہونے سے پہلے ہمیں یہاں سے بھاگ نکلنے کی کوشش کرنی ہو گی۔"

ناگ نے کہا:

"ترکیب یہ ہو گی کہ میں تمہاری کوٹھڑی کے باہر پہرہ دیتے یہودی سپاہی کو ڈس کر بیہوش کر دوں گا۔ اسی طرح اس کے بعد جتنے سپاہی پہرے پر کھڑے ہوں گے انہیں گہری نیند سلا دوں گا پھر تمہاری کوٹھڑی کو باہر سے کھول دوں گا۔ پھر تم یہاں سے فرار ہو جاؤ گے میں تمہارے ساتھ ہی ہوں گا۔"

کوٹھڑی کے باہر فوجیوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ سلمان کمانڈو نے گھبرا کر کہا:

"وہ لوگ اندر آ رہے ہیں۔ شاید۔ تم چلے جاؤ"

ناگ بولا: "میں جا رہا ہوں۔ رات کے پچھلے

پہر تمہارے پاس دوبارہ آؤں گا۔"

یہ کہہ کر سلمان کمانڈو کی آنکھوں کے سامنے ناگ ایک بھورے سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ سلمان کمانڈو کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا ہوا دار کھڑکی میں سے نکل گیا۔ وہ دیوار پر رینگتا رینگتا اپنی کوٹھڑی میں آ کر چھت کے کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ دوبارہ یہاں انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ رات کے پچھلے پہر کا انتظار کرنے لگا۔

باہر سے اسے فوجیوں کی ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے وہ ناگ کی تلاش میں گھبرائے ہوئے پھر رہے ہیں رات، آہستہ آہستہ گزرتی چلی جا رہی تھی۔ جب رات گہری ہو گئی تو جیل میں سناٹا چھا گیا۔ ناگ سلمان کمانڈو کی کوٹھڑی کی طرف جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کا نعرہ سنائی دیا۔ یہ نعرہ سلمان کمانڈو نے لگایا تھا۔ ناگ چونک پڑا۔ وہ تیزی سے چھت سے رینگتا ہوا کھڑکی کی سلاخوں کے پاس آ گیا۔ اس نے گردن سلاخوں میں سے باہر نکال کر دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دس بارہ یہودی فوجی ہاتھوں میں تھری ناٹ تھری کی رائفلیں تھامے عرب کمانڈو سلمان کو گھسیٹتے ہوئے جیل کے صحن کی دیوار کی طرف لیے جا رہے تھے۔ وہ اسے فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے چھلنی کرنے والے تھے۔

پُراسرار قبر

اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

ناگ کو بہت جلد کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اگر وہ سانپ کی شکل میں ان یہودیوں کے درمیان جاتا ہے تو دو ایک تو ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا لیکن خود بھی رائفلوں کی گولی سے چھلنی ہو سکتا تھا۔ سلمان کمانڈو کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اس نے کہا کہ اس کی آنکھوں پر پٹی نہ باندھی جائے۔ ایک یہودی فوجی افسر ہاتھ میں رومال لیے کھڑا تھا۔ دس سپاہی ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔

ناگ کے پاس بہت تھوڑا وقت تھا۔ اس نے سوچا کہ سب سے بہتر ترکیب یہی ہو گی کہ یہاں افرا تفری مچا دی جائے۔ پس ناگ دیوار سے اتر کر صحن میں آ گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ایک بہت بڑے وحشی افریقی ہاتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا تصور جمایا اور سانس اندر کو کھینچا۔ اس نے سانس چھوڑا تو وہ ایک بہت بڑے پہاڑ ایسے ہاتھی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس نے ایک فلک شگاف چنگھاڑ ماری اور فوجیوں پر حملہ کر دیا۔ یہودی فوجی اچانک وہاں ایک ہاتھی کو دیکھ کر سکتے میں آ گئے تھے۔ ان کی حیرانی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ناگ نے دیکھتے دیکھتے سات یہودی فوجیوں کو کچل کر رکھ دیا۔ دو فوجیوں کو سونڈ میں لپیٹ کر زور سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ اس سے پہلے کہ فوجی افسر پستول کی گولی چلاتا ناگ نے اسے بھی پاؤں تلے روند ڈالا۔

پھر ایک سیکنڈ کے اندر اندر سلمان کمانڈو کو سونڈ سے اٹھایا اور زور سے سامنے والی دیوار کو ٹکر ماری۔ دیوار گر گئی۔ اس کے پیچھے رائفل کا فائر ہوا مگر گولی اندھیرے میں اسے نہ لگ سکی۔ اتنے عرصے میں ناگ ہاتھی کی شکل میں دوڑتا بھاگتا جیل کی صحن کی دیوار کو توڑ کر باہر میدان میں نکل گیا تھا۔

میدان میں اندھیرا تھا۔ ناگ نے سلمان کمانڈو کو زمین پر رکھ دیا اور فوراً ہاتھی سے ایک سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور اسے پنجوں میں اٹھا کر اوپر کو اڑ گیا۔

سلمان کمانڈو کو معلوم تھا کہ یہ سارا کرشمہ اس کے دوست ناگ کا ہے۔ ناگ بے حد تیزی سے جیل کے احاطے سے نکل کر ایک طرف پرواز کرنے لگا۔ اندھیرے میں اسے کسی نے اڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یقین نہیں آ سکتا تھا کہ وہ عقاب بن کر ہوا میں اڑ رہا ہے۔ ناگ اندھیری رات میں زمین سے کافی بلندی پر اڑتا ہوا بہت دور نکل گیا۔ آگے ایک چھوٹا سا دریا آ گیا۔ پھر اس کے پیچھے عمارتیں نظر آئیں جن میں روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ یہاں سے بھی آگے نکل گیا۔ پھر ویران اندھیرا صحرائی علاقہ شروع ہو گیا۔ یہاں ناگ ایک ٹیلے کے پیچھے اتر آیا۔

اترتے ہی اس نے انسان کی شکل بدل لی۔ سلمان کمانڈو کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ خوف کے مارے اس کا سانس چڑھا ہوا تھا۔ اس نے آج تک کبھی کسی عقاب کے پنجوں میں دبک کر فضا میں پرواز نہیں کی تھی۔ ناگ نے اس کی حیرانی کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور کہا:

سلمان! کیا تم اس علاقے سے واقف ہو؟ اگر واقف ہو تو بتاؤ کہ یہاں سے کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف بھاگنا چاہیے کہ ہم کسی محفوظ جگہ
پر پہنچ جائیں۔"

سلمان کمانڈو نے اٹھ کر چاروں طرف دیکھا اور بولا
"بہتر یہی ہے کہ ہم اس ویران قلعے کی طرف
چلیں جہاں ہماری ساتھی لڑکی زرقا قید ہے۔
وہاں ہم کسی جگہ چھپ کر زرقا کو آزاد کرانے
کا پروگرام تیار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کو رہا
کرائے بغیر ہم یہاں سے نہیں جا سکتے۔"

ناگ نے کہا:
"ویران قلعہ یہاں سے کس جانب ہے؟"

سلمان کمانڈو نے جنوب کی جانب اشارہ کرتے
ہوئے کہا:
"ہم دریا کے پار آ چکے ہیں۔ یہاں سے پانچ
کلو میٹر کے فاصلے پر وہ قلعہ ہے۔ مگر خدا
کے لیے مجھے اپنے پنجوں میں دبوچ کر نہ اڑنا۔
میں پیدل چلنا زیادہ پسند کروں گا۔"

ناگ نے کہا:
"لیکن اس میں خطرہ ہے۔ یہودی سپاہی تمہاری
تلاش میں ادھر آ جائیں گے۔"

سلمان کمانڈو نے کہا:
"تو پھر کوئی دوسری ترکیب سوچو۔ میں تمہارے
عقابی پنجوں میں دبک کر ہوا میں نہیں
اڑنا چاہتا۔"

ناگ نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر بولا:
"ٹھیک ہے میں گھوڑا بن جاتا ہوں۔ تم مجھ
پر سوار ہو کر ویران قلعے کی طرف چلو۔ یہ
ٹھیک ہے؟"

سلمان کمانڈو کو ناگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ ناگ
نے اسی وقت ایک برق رفتار عربی گھوڑے کی شکل
بدل لی۔ سلمان کمانڈو اس پر سوار ہوا اور اسے میدان
میں دوڑاتا ہوا جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اسے دور ایک ٹیلے پر ویران
قلعے کی روشنی نظر آنے لگی۔ سلمان کمانڈو اس قلعے کی
روشنی کو پہچانتا تھا۔ اس نے گھوڑے کو اونچی نیچی
ٹیکریوں پر ڈال دیا۔ یہاں اندھیری رات میں ستاروں
کی دھیمی روشنی میں کچھ کھنڈر بکھرے ہوئے تھے۔ یہ کھنڈر
کسی پرانی عبادت گاہ کے تھے جو اب ٹوٹ پھوٹ
چکی تھی۔ صرف کہیں کہیں دیواریں ستون اور چبوترے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی باقی رہ گئے تھے۔ اس سے آگے چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

عرب کمانڈو سلمان یہاں مندر کے کھنڈر میں آکر گھوڑے سے اُتر گیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے سلمان کمانڈو سے پوچھا کہ کیا وہ درست جگہ پر آیا ہے؟

کمانڈو نے کہا:

"جس قلعے میں زرقا ہماری اطلاع کے مطابق قید ہے وہ یہاں سے دور نہیں۔ اس کی روشنی یہاں سے دکھائی دیتی ہے۔ ارد گرد چھپنے کے لیے اس مندر کے کھنڈر سے بہتر جگہ دوسری کوئی نہیں۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن یہ جگہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ یہودی فوجی ہماری تلاش میں پہنچ جائیں گے۔"

سلمان کمانڈو بولا:

"تو پھر اس کے سوا تو ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ ہمیں قلعے کے پاس ہی رہنا ہو گا۔ یہاں کوئی ایسا کھوہ تلاش کرتے ہیں جس کے

اندر ہم پناہ لے سکیں۔"

ناگ نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا:

"یہاں کوئی غار وغیرہ نظر نہیں آتا۔ لیکن تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں کوئی غار ڈھونڈتا ہوں۔"

ناگ وہاں سے چلتا ہوا کھنڈر کے پیچھے آ گیا۔ اس جگہ ایک بہت بڑے پتھر کی سل گری پڑی تھی۔ یہ کسی گیلری کی چھت لگتی تھی جو بھونچال کی وجہ سے نیچے گر پڑی ہو گی۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہاں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ناگ کو اپنے پیچھے پھنکار کی آواز آئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ اندھیرے میں ایک سانپ پھن اٹھائے اپنی سرخ آنکھوں کی دہشت ناک روشنی کرتا ناگ کی طرف چلا آ رہا تھا۔

ناگ کے قریب آتے ہی سانپ نے اپنا سر زمین کے ساتھ لگا دیا۔

ناگ نے کہا:

"اپنا سر اٹھاؤ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہاں زمین کے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں اور میرا ساتھی چھپ سکیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ نے سر اٹھا کر ادب سے کہا،

"عظیم ناگ دیوتا! اس کھنڈر کی سب سے بڑی دیوار کے پیچھے ایک تنگ راستہ خفیہ تہہ خانے کو جاتا ہے۔ اس تہہ خانے میں کسی کی قبر بھی بنی ہوئی ہے۔ اگر حکم کریں تو میں آپ کو اس کا راستہ بتا دوں؟"

ناگ نے کہا:

"مجھے صرف وہ زینہ بتا دو جو دیوار کے پیچھے ہے۔"

سانپ آگے آگے رینگنے لگا۔ وہ ناگ کو مندر کی بڑی دیوار کے درمیان ایک جگہ لے آیا۔ یہاں دیوار تھوڑی ٹوٹی ہوئی تھی اور پتھروں اور پختہ اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

سانپ نے کہا:

"ان اینٹوں کے ڈھیر کے نیچے وہ خفیہ زینہ ہے۔"

ناگ نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔ پھر وہ عرب کمانڈو کے پاس گیا۔ اسے بتایا کہ میں نے ایک خفیہ راستہ تلاش کر لیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ عرب کمانڈو

کو ساتھ لے کر ناگ اینٹوں کے ڈھیر کے پاس آ گیا۔ انہوں نے اینٹوں کو ایک جگہ سے کھسکایا تو نیچے ایک زینہ دکھائی دیا۔ ناگ آگے چلا۔ عرب کمانڈو اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

زینہ پتھروں کا بنا ہوا تھا۔ یہاں گہرا اندھیرا تھا۔ ان کے سر چھت سے لگ رہے تھے چنانچہ انہیں جھک کر چلنا پڑ رہا تھا۔ زینہ پیچ دار تھا۔ جب وہ خفیہ تہہ خانے میں پہنچے تو دیکھا کہ کونے میں تانبے کا ایک چھوٹا سا دیا جل رہا تھا۔

سلمان نے کہا،

"ناگ! دوست! یہ دیا یہاں کہاں سے آ گیا؟ ضرور یہاں کوئی آتا جاتا ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا ہوگا۔"

ناگ نے دیئے کو جھک کر دیکھا۔ یہ کوئی پرانا تاریخی دیا تھا۔ اس کی شکل کچھوے سے ملتی جلتی تھی۔

ناگ بولا:

"چھپنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں مل سکتی۔ اگر کوئی آ بھی گیا تو دیکھا جائے گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ دیا کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ابھی نہیں جلایا۔ بلکہ یہ سینکڑوں برس سے روشن ہے!"

سلمان کمانڈو کی سمجھ میں یہ بات نہ آ سکی۔ مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اس کا دوست ناگ جادوگر ہے اور جادوگر اس قسم کی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ دیئے کی روشنی میں انہوں نے تہہ خانے کے کونے میں ایک قبر بنی دیکھی۔ سانپ نے ناگ کو ٹھیک بتایا تھا۔ یہ قبر بھی بہت پرانی تھی۔ اور اس کے کتبے پر کسی بہت ہی پرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ ناگ نے جھک کر دیکھا۔ اس نے قدیم تحریر کو صاف پڑھ لیا تھا۔ لکھا تھا:

"یہاں رتنالی دفن ہے۔ جو یوراگو کے مندر کی سب سے حسین دیوداسی تھی۔ اس کو بادشاہ بیاکس نے اپنے ولی عہد سے عشق کرنے کے جرم میں زہر دے کر ہلاک کر دیا۔"

ناگ نے یہ تحریر عربی میں ترجمہ کر کے سلمان کمانڈو کو سنائی تو اس نے کندھے اچکا کر کہا:

"مجھے اس قسم کی قبروں سے کوئی دلچسپی نہیں

مگر یہ جگہ چھپنے کے لیے اچھی ہے ہم ز... کو قلعے سے نکال کر یہاں لا کر کچھ دیر چھپا سکتے ہیں۔"

ناگ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اس صورت میں ہمیں اوپر زینے کے منہ کو کسی پتھر سے بند کرنا ہو گا۔ یہاں ہوا بھی آتی ہے۔ اب بتاؤ۔ کہ ہمیں اگلا قدم کیا اُٹھانا ہو گا؟"

سلمان کمانڈو بولا:

"سب سے پہلے تمہیں کسی بھی شکل میں قلعے میں جا کر یہ تصدیق کرنی ہو گی کہ زرقہ اسی قلعے میں ہے اور کس جگہ پر ہے۔ تمہیں اس سے مل کر اسے بتانا ہو گا کہ ہم اس کی مدد کو آ گئے ہیں۔ اس کے بعد قلعے کے تمام راستوں کی جانچ پڑتال کرنی ہو گی پھر ہم زرقہ کو وہاں سے نکالنے کا کوئی منصوبہ تیار کر کے اسے نکال لائیں گے۔"

ناگ بولا: "میرے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ صبح ہو لینے دو میں قلعے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف چلا جاؤں گا۔ لیکن مجھے زرقہ کا حلیہ بتا دو تاکہ میں اسے پہچان لوں۔"

سلمان کمانڈو نے ناگ کو بتایا۔

"زرقہ کا رنگ گورا جسم پتلا دبلا ہے۔ مگر اس کی آنکھیں گہری نسواری ہیں اور ان میں بلا کی چمک ہے۔ اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کے ماتھے پر دائیں جانب زخم کا ایک انچ لمبا نشان ہے۔"

ناگ غور سے سنتا رہا۔ پھر وہ بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے کہ زرقہ کو لے کر وہ کس طرف سے اسرائیل کی سرحد پار کریں گے۔

سلمان کمانڈو نے کہا:

"ہم زرقہ کو لے کر یروشلم کی طرف نکل جائیں گے۔ کیوں کہ یروشلم کے ایک حصے میں عرب مسلمان رہتے ہیں۔ ان مسلمان عربوں میں ہمارا ایک جاسوس جاروش بھی رہتا ہے۔ ہم سیدھے اس کے پاس جائیں گے۔ وہ ہمارے فرار کا بندوبست کر دے گا۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات گزر گئی۔ زینے کی

تنگ و تاریک سیڑھیوں میں دن کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہوئی تو سلمان کمانڈو اور ناگ باہر نکل آئے۔ چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دونوں مندر کی پرانی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ایک ستون کے پیچھے آ کر بیٹھ گئے۔ انہیں دور میدان میں وہ ٹیلہ صاف نظر آ رہا تھا جس پر پرانا فوجی قلعہ تھا۔ قلعے پر اسرائیلی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس کے سامنے والے میدان میں فوجی ٹرک کھڑے تھے۔ ایک طرف کچھ بکتر بند گاڑیاں اور اسرائیلی فوجی بھی دکھائی دے رہے تھے۔ قلعے کی چھت پر ایک مینار تھا جہاں وائرلیس کے تاروں کا جال سا پھیلا ہوا تھا جس کے تار دھوپ میں چمک رہے تھے۔

سلمان کمانڈو بولا:

"یہ بہت مضبوط قلعہ ہے۔ یہاں ہمارے کئی کمانڈوؤں کو اسرائیلیوں نے شہید کر دیا ہے اس قلعے سے آج تک ہمارا کوئی کمانڈو فرار نہیں ہو سکا۔"

ناگ نے کہا:

"زرقہ ضرور فرار ہو گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلمان کہنے لگا:

"ہمیں اس کی بہت فکر ہے۔ میں اور میرا ساتھی
خاص طور پر اسے رہا کرانے کے مشن پر
آئے تھے لیکن افسوس کہ ہماری مخبری ہو گئی
اور وہ شہید ہو گیا۔ پھر بھی میں خوش قسمت
ہوں کہ تم مل گئے اور میں ذرتہ کو رہا کروانے
کے لیے زندہ ہوں۔"

ناگ بولا: "اب تم واپس قبر والے تہہ خانے
میں جا کر بیٹھو۔ میں قلعے کی طرف جا رہا
ہوں اور ذرتہ سے مل کر آتا ہوں۔ تم میرے
بارے میں فکر نہ کرنا۔ میں بہت جلد واپس
آ جاؤں گا۔"

سلمان کمانڈو نے کہا:

"تمہیں کوڈ لفظ یاد ہے نا؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"نعرہ تکبیر! اللہ اکبر! یہی خفیہ کوڈ ہے نا؟"

کمانڈو بولا: "ہاں — جاؤ۔ مگر اپنی حفاظت کرنا۔"

ناگ نے کمانڈو سلمان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر
گرمجوشی سے دبایا اور کھنڈر سے نکل کر قلعے کی طرف

روانہ ہو گیا۔ دھوپ میں کچھ دور تک ناگ اسے نظر
آتا رہا۔ پھر وہ سلمان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔
ناگ غائب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ایک چھوٹا سا پرندہ
بن کر فضا میں بلند ہو کر اڑنے لگا تھا۔ سلمان کمانڈو
کھنڈر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس
کی نگاہیں دریا والے میدان کی طرف لگی تھیں۔ وہ
ادھر ہی سے فرار ہو کر آئے تھے۔ اسے یقین تھا
کہ یہودی فوجی اس کی تلاش میں ادھر ہی سے
آئیں گے۔ مگر ابھی تک اسے دور دور تک میدان
کوئی فوجی گاڑی نظر نہیں آئی تھی۔ آسمان پر کوئی
ہیلی کاپٹر بھی نمودار نہیں ہوا تھا۔

سلمان کمانڈو دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔
رات بھر کا جاگا تھا۔ اسے نیند آ گئی۔ ابھی اس کی
آنکھ ہی لگی تھی کہ گڑگڑاہٹ کی آواز سے اس کی
آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ دور
سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔
اس کی بلندی زیادہ نہیں تھی۔ سلمان کمانڈو سمجھ گیا کہ
یہ اسرائیلی فوجی ہیں جو اس کی تلاش میں نکل کھڑے
ہوئے ہیں۔ سلمان زمین پر رینگتا ہوا تہہ خانے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زینے کی طرف بڑھا۔ وہ سانپ کی طرح رینگتا اینٹوں کے ڈھیر کے پاس پہنچ کر وہیں بے حس ہو کر رہ گیا کیوں کہ ہیلی کاپٹر اب اس کے اوپر پہنچ گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر شور مچاتا، بڑے بڑے پنکھے گھماتا اس کے اوپر سے گزر گیا۔ خدا جانے ہیلی کاپٹر میں سوار اسرائیلی فوجیوں نے اسے دیکھا تھا یا نہیں، لیکن کچھ دور جا کر ہیلی کاپٹر بائیں طرف گھوم گیا اور نصف دائرے میں ایک چکر لگا کر واپس مندر کے کھنڈر کی طرف آیا۔ اتنی دیر میں سلمان کمانڈو اینٹوں کے ڈھیر کے پیچھے سے کھسک کر تہہ خانے کی سیڑھیوں میں پہنچ چکا تھا۔ زینے میں جاتے ہی اس نے ہاتھ باہر نکال کر پتھر کی ایک سل کو کھسکا کر تہہ خانے کے منہ کے آگے رکھ دیا۔

اب اسے ہیلی کاپٹر دکھائی نہیں دے رہا تھا بلکہ اس کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔ یہ آواز اس کے اوپر سے ہو کر دور نکل گئی۔ پھر یہ آواز آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔ سلمان کمانڈو نے اطمینان کا سانس لیا اور زینہ اتر کر پرانی قبر کے قریب پر بیٹھ گیا۔

کرنے والا تانبے کا پرانا دیا اسی طرح روشن تھا سلمان کمانڈو کو اس قبر اور دیئے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے صرف اپنے مشن کا خیال تھا جس کو وہ اپنی جان قربان کر کے بھی کامیاب بنانا چاہتا تھا۔

دوسری طرف ناگ پرندے کی شکل میں اڑتا ہوا قلعے کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے دن کی روشنی میں قلعے کے مینار پر لہراتا اسرائیلی چھ کونوں کے ستارے والا جھنڈا دیکھا۔ قلعے کی چھت پر دھوپ میں کچھ فوجی وردیاں سوکھنے کو ڈال دی گئی تھیں۔ برآمدوں میں کمرے تھے جن کے باہر چند ایک اسرائیلی فوجی بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے۔ اور آپس میں ہنسی مذاق بھی کر رہے تھے۔

ناگ وہاں سے غوطہ لگا کر قلعے کے صحن میں آ گیا۔ یہاں کئی فوجی گاڑیاں ایک قطار میں کھڑی تھیں جگہ جگہ یہودی فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ کمروں کے آگے برآمدے میں بھی فوجی پہرہ دے رہے تھے کمروں کے دروازے بند تھے اور دیوار میں اے سی لگے ہوئے تھے ایک طرف سیڑھیاں قلعے کے نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھیں۔ یہاں دروازے پر بھی ایک یہودی
سپاہی ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ پرندہ
بن کر یہاں سے نیچے نہیں جا سکتا۔ اسے یقین تھا
کہ زرقہ قلعے کے نیچے کسی جگہ قید ہو گی۔ ضروری
تھا کہ وہ سانپ کی شکل تبدیل کر کے نیچے جائے۔
لیکن دن کی روشنی میں اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ
واپس اڑنے ہی لگا تھا کہ اس نے غوطہ لگا کر دیکھا
کہ جو راستہ قلعے کے نیچے جاتا تھا وہاں اندھیرا تھا۔
ناگ کو خیال آیا کہ اگر وہ کسی طرح دروازے کے
اندر پہنچ جائے تو چونکہ نیچے اندھیرا ہے اس لیے
وہ چھپ کر رینگ سکے گا۔ یہ سوچ کر ناگ
پھیری لے کر اڑتا ہوا نیچے قلعے کے صحن میں آ گیا۔
... کوئی درخت نہیں تھا۔ وہ ایک جیپ کی
...ت پر جا کر بیٹھا۔ یہ جیپ نیچے تہ خانے میں
...نے دروازے کے بالکل قریب ہی کھڑی تھی۔ ایک
...ے پرندے پر کسی کو کیا شک ہو سکتا تھا۔
...ب کچھ دیر وہاں بیٹھا اپنی چونچ کو ادھر ادھر
... حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ یہودی سپاہی تہ خانے
...ے دروازے کے باہر ایک طرف سٹین گن اٹھائے

اٹن شن کھڑا تھا۔ ناگ نے ایکشن کا فیصلہ کیا اور اچک
کر ایک غوطہ سا لگایا اور پھرر سے تہ خانے کے
دروازے میں داخل ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے یہودی
سپاہی نے ایک چڑیا کو تہ خانے کے دروازے میں
اڑتے دیکھا۔ پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ چڑیا
اپنے آپ باہر آ جائے گی۔ اسے کیا خبر تھی کہ یہ چڑیا
نہیں بلکہ اس کا دشمن تھا۔

ناگ چھوٹے پرندے کے روپ میں تہ خانے کے
برآمدے میں آ گیا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگے بجلی کے
ایک بلب کی بریکٹ پر بیٹھ کر جائزہ لینے لگا۔
اس تہ خانے میں کئی کمرے تھے جو برآمدے میں
ساتھ ساتھ بنے تھے۔ کہیں کہیں یہودی سپاہی پہرہ
بھی دے رہے تھے۔ فلسطینی مجاہدہ زرقہ ضرور یہیں
کسی کمرے میں قید تھی۔ ناگ نے دو یہودی فوجیوں
کو آتے دیکھا تو فوراً ایک چھوٹے سے بھورے رنگ
کے سانپ کی شکل بدلی اور دیوار پر چھت کے ساتھ چمٹ
گیا۔ اسے اب کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

دونوں یہودی فوجی کاندھوں پر سٹین گنیں لٹکائے ہوئے
تھے۔ وہ ڈبل مارچ کرتے آئے اور ایک کمرے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے کے سامنے آ کر رک گئے۔ پھر اٹن شن ہو کر وہاں پہرہ دینے لگے۔ ناگ کو یقین ہو گیا کہ اسی کمرے میں زرقا بند ہے۔ وہ خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ چند سیکنڈ گذرے ہوں گے کہ دور برآمدے میں ایک فوجی افسر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا آیا۔ دونوں فوجیوں نے اسے زبردست سیلوٹ کیا۔ پھر ایک سپاہی اس یہودی فوجی آفیسر کے ساتھ کمرے میں چلا گیا۔

اب ایک یہودی سپاہی باہر پہرہ دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کمرے کے اندر سے کسی عورت کی چیخ کی آواز آئی۔ ناگ چونکا۔ یہ آواز زرقا ہی کی ہو سکتی تھی۔ یقیناً اس پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ ناگ تیزی سے چھت کے ساتھ رینگتا ہوا کمرے کے دروازے کے اوپر آیا۔ پھر چھوٹے سے سلاخ دار روشن دان میں گردن ڈال کر اندر جھانکنے لگا۔ اندر کا منظر یہ تھا کہ ایک دبلی پتلی گورے رنگ کی عورت کو کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ یہودی سپاہی سٹین گن تانے کھڑا تھا اور یہودی فوجی افسر جلتا ہوا سگریٹ ہاتھ میں پکڑے اسے عورت کی گردن اور

کان پر لگا رہا تھا۔ جلتا ہوا سگریٹ عورت کے کان سے لگا تو عورت نے چیخ کر عربی میں کہا:

"تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ میں مر جاؤں گی مگر تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

یہ زرقا ہی تھی۔ یہودی فوجی افسر نے سگریٹ زمین پر پھینک کر جوتے سے مسل ڈالا اور جیب سے چاقو نکال کر کھولا اور زرقا کی آنکھوں کے آگے لہرا کر عربی زبان میں بولا:

"اگر تم نے اپنے ساتھی فلسطینی کمانڈوز کے نام اور پتے نہ بتائے کہ وہ اسرائیل میں کہاں کہاں چھپے ہیں تو تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی۔"

زرقا نے چلا کر کہا:

"میں مسلمان مجاہدہ ہوں۔ فلسطینی کمانڈو ہوں میں اپنے ساتھیوں کے نام بتانے کی بجائے شہید ہو جانا زیادہ پسند کروں گی۔"

یہودی افسر کچھ دیر زرقا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھورتا رہا۔ پھر اپنا پاؤں کرسی کے بازو سے نیچے کیا۔ چاقو بند کر کے جیب میں ڈالا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں جب کمرے سے نکل گئے تو ناگ نے پلٹ کر باہر دیکھا۔ یہودی افسر نے عبرانی زبان میں سپاہی سے کہا کہ تھوڑی دیر میں کرنل ساوان آ رہا ہے۔ خبردار ادھر اُدھر مت ہونا۔ یہ کمانڈو عورت بڑی خطرناک ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دوسرا سپاہی اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ اب باہر صرف ایک سپاہی پہرے پر تھا۔

ناگ روشندان کی موٹی سلاخوں میں سے رینگ کر کمرے کے اندر چلا گیا۔ یہ ایک خالی کمرہ تھا۔ جس کے وسط میں کرسی رکھی تھی جس پر زرقہ کو رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک بجلی کا بلب جل رہا تھا۔ دروازہ بند تھا اور باہر کنڈی لگی تھی۔ ناگ دیوار پر سے رینگ کر زرقہ کے عقب میں آ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے سانپ سے انسانی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھے۔

ناگ آہستہ آہستہ رینگتا دیوار سے اُتر کر فرش پر آ گیا۔ وہ زرقہ کے عقب میں تھا۔ اس نے ایک پل کے بیے سوچا کہ کہیں زرقہ اپنے سامنے ایک اجنبی کو دیکھ کر خوف زدہ تو نہیں ہو جائے گی؟ لیکن

یہ اس قسم کی باتیں سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ ناگ نے ایک ہلکی سی پھنکار کے ساتھ انسانی شکل اختیار کر لی۔ پھنکار کی آواز زرقہ نے بھی سنی۔ اس نے آہستہ سے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو پیچھے ایک سانولے رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا نوجوان کھڑا اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ زرقہ حیران ہو کر کچھ بولے ناگ نے فوراً کہا:

"نعرۂ تکبیر! اللہ اکبر! تم سمجھ گئی ہو گی کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ تمہارا ہمدرد ہوں۔ مجھے سلمان کمانڈو نے بھیجا ہے۔ اس کا ساتھی شہید ہو گیا ہے۔ میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم آج رات تمہیں یہاں سے نکال لیں گے۔"

زرقہ کے چہرے پر ابھی تک حیرت طاری تھی۔ ناگ نے آہستہ سے کہا:

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس ایک خاص طلسمی عمل ہے جس کو پڑھ کر میں غائب ہو جاتا ہوں۔ یہی وہ طاقت ہے جس کی مدد سے ہم تمہیں آزاد کرا کر لے جائیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ نے پلٹتے ہوئے زرقہ کو غور سے دیکھا۔ اگرچہ اس کی آنکھیں نسواری تھیں اور ماتھے پر زخم کا نشان بھی تھا۔ پھر بھی اس نے اپنے یقین کے لیے پوچھا:

"تم زرقہ ہو نا؟"

"ہاں۔" زرقہ نے آہستہ سے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

زرقہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے پاس ایک باہر کا آدمی کھڑا ہے جب کہ باہر پہرہ لگا ہے اور دروازہ بھی بند ہے۔ ناگ زرقہ کی کرسی کے پیچھے آ گیا۔ اس نے سانس کھینچ کر سانپ کا روپ بدلا اور رینگتا ہوا دیوار پر چڑھ گیا۔ اب زرقہ نے دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کا چھوٹا سانپ روشندان کی سلاخوں میں سے گذر کر باہر کی طرف نکل گیا ہے۔

ناگ جب سلمان کمانڈو کے پاس پہنچا تو وہ خفیہ تہہ خانے میں قبر کے پاس بیٹھا سو رہا تھا۔ ناگ نے جگایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ناگ نے اسے سارا

حال سنا دیا۔ سلمان کمانڈو نے ناگ کو ہیلی کاپٹر کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ ان دونوں کی تلاش میں کھنڈر کے اوپر چکر لگاتا رہا تھا۔

ناگ نے کچھ سوچ کر کہا:

"ہمیں آج رات زرقہ کو لے کر یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

سلمان بولا: "مگر اتنے سخت فوجی پہرے سے ہم زرقہ کو کیسے نکالیں گے؟"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زرقہ کا فرار

ناگ نے کہا:

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اکیلا قلعے کے اندر جاؤں گا۔ تم قلعے کی پچھلی دیوار کے نیچے سوکھے نالے کے پاس جھاڑیوں میں چھپ کر میرا انتظار کرو گے۔ ہم آدھی رات کے اندھیرے میں یہاں سے نکلیں گے۔"

سلمان کو بھوک اور پیاس لگ رہی تھی۔

ناگ نے کہا:

"میں ان باتوں سے بے نیاز ہوں مگر تمہارے لیے میں باہر سے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

سلمان نے کہا:

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تم میرے لیے کیا لاؤ گے؟"

ناگ بولا: "کوشش کرتا ہوں۔"

ناگ تہہ خانے کے سوراخ میں سے باہر چلا گیا۔ وہ سیدھا مندر کے کھنڈر کے پیچھے پتھر کی بڑی سِل کے پاس آ گیا۔ دھوپ چاروں طرف پھیلی تھی۔ فضا میں گرمی تھی۔ ناگ نے سانپ کو آواز دی۔ چند سیکنڈ کے بعد وہی سانپ آ گیا جس نے ناگ کو تہہ خانے کا پتہ بتایا تھا۔

ناگ نے اس سے کہا:

"میرے دوست کو بھوک اور پیاس تنگ کر رہی ہے۔ کیا تم اس کے لیے کچھ لا سکتے ہو؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! آپ کی بائیں جانب ریت کے ٹیلے کے پاس ایک جنگلی جھاڑی ہے جس میں خربوزے کی طرح کا ایک پھل لگا ہے۔ اس پھل کے اندر سفید رنگ کا دودھ بھرا ہے۔ آپ کا دوست اس دودھ سے اپنی پیاس اور اس کے گودے سے اپنی بھوک مٹا سکتا ہے۔"

ناگ نے سانپ کو جانے کی اجازت دی اور خود جھاڑی کے قریب گیا۔ اس کے اندر سبز رنگ کا خربوزے جتنا بڑا ایک پھل لگا تھا۔ ناگ وہ توڑ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلمان کمانڈو کے پاس لے گیا۔ اس نے پھل میں سوراخ کر کے اس کا میٹھا اور خوشبودار دودھ پیا اور گودا کھا لیا جو بڑا مزے دار تھا۔ یوں سلمان کمانڈو کی بھوک اور پیاس مٹ گئی۔ اب وہ زرقہ کے فرار کے بارے میں غور کرنے لگے۔

شام ہو گئی۔ پھر رات کا اندھیرا باہر چاروں طرف پھیل گیا۔ جب رات کافی گذر گئی تو منصوبے کے مطابق ناگ اور سلمان کمانڈو تہہ خانے سے نکل آئے۔ وہ ریت کے ویران اور تاریک ٹیلوں کا چکر کاٹ کر یہودی فوجی قلعے کے عقب میں آ گئے۔ یہاں ایک خشک نالہ تھا جس کے کناروں پر جنگلی پودے اُگے تھے۔ ناگ نے سلمان کمانڈو کو ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور خود قلعے کی دیوار کی طرف چلا گیا۔ اندھیرے میں اس نے سانپ کی شکل بدلی اور قلعے کی عقبی دیوار پر رینگتا ہوا اندر قلعے کے صحن میں اُتر آیا۔ صحن میں کئی جگہوں پر پر بجلی کے بلب روشن تھے۔

ناگ نے دیکھا کہ نیچے تہہ خانے کو جانے والے دروازے پر ایک سپاہی سٹین گن ہاتھوں میں تھامے اٹین شن ہو کر پہرہ دے رہا تھا۔ صحن میں سوائے قلعے

کی ڈیوڑھی کے اور کہیں کوئی سپاہی نہیں تھا۔ ڈیوڑھی والا یہودی سپاہی باہر والے دروازے کے پاس پہرہ دے رہا تھا۔ اس کی پیٹھ صحن کی طرف تھی۔ ناگ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا دوسری طرف گیا۔ یہاں ایک چھوٹی سی سیڑھی قلعے کی چھت کو جاتی تھی۔ اسی سیڑھی کے ذریعے اسے زرقہ کو نکال کر قلعے کی چھت پر لے جانا تھا۔

ناگ رینگتا ہوا تہہ خانے کے دروازے کے اوپر آ گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا اور سپاہی کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ ناگ کو سانپ کی شکل میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں بڑی آسانی سے تہہ خانے کے زینے کی چھت پر سے رینگتا نیچے برآمدے میں آ گیا۔ برآمدے میں بجلی کے بلب روشن تھے اور زرقہ کی کوٹھری کے باہر ایک سپاہی ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ یہ کوئی دوسرا سپاہی تھا۔ ناگ کا پہلا ٹارگٹ یہی سپاہی تھا۔ اس نے برآمدے میں دور تک نگاہ دوڑائی۔ وہاں سوائے اس سپاہی کے اور کوئی سپاہی پہرہ نہیں دے رہا تھا۔

ناگ کے لیے یہ ایک سنہری موقع تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رینگتا رینگتا دیوار پر سپاہی کے عقب میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ سپاہی کے فل بوٹ کی وجہ سے اس کی پنڈلی پر اتنی آسانی سے نہیں ڈس سکے گا۔ ناگ نے دیوار پر سے ایک دم چھلانگ لگائی اور سپاہی کی گردن پر گرا۔ گرتے ہی ناگ نے پہلا کام یہ کیا کہ اس کی گردن کو جکڑ لیا تاکہ وہ آواز نہ نکال سکے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے گردن پر ڈس دیا۔ یہ سب کچھ دو سیکنڈ کے اندر اندر ہو گیا۔

سپاہی نے گھبرا کر اپنی گردن پر ہاتھ رکھ دیئے اور سانپ کو گلے میں سے اتار پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ناگ کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ تیسرے سپاہی فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ ناگ نے اس کے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا تھا کہ جس سے وہ کم از کم باقی رات بے ہوش رہے۔ کیوں کہ ناگ یونہی کسی انسان کی جان نہیں لینا چاہتا تھا۔

سپاہی کے بے ہوش ہوتے ہی ناگ انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی کھول دی اور سپاہی کو گھسیٹ کر کمرے میں لے گیا اور فوراً دروازہ بند کر لیا۔ زرقہ ابھی تک کرسی پر جکڑی ہوئی تھی۔ اس نے

ناگ کو پہچان لیا تھا۔

ناگ نے کہا:

"زرقہ! جلدی سے اس سپاہی کی وردی پہن لو دیر مت کرو۔"

پھر ناگ نے ایک لمحے کے اندر اندر زرقہ کی رسی کھول ڈالی۔ زرقہ نے جلدی جلدی سپاہی کی وردی اتار کر پہن لی۔ وہ بالکل ایک یہودی فوج لگ رہی تھی۔ اس نے سر پر یہودی فوجی کی بیرٹ کیپ بھی پہن لی تھی۔ ناگ نے زرقہ سے کہا:

"تمہیں فوجیوں کی طرح چلتے ہوئے تہہ خانے کے زینے تک چلنا ہو گا۔ فکر مت کرنا۔ میں سانپ کی شکل میں تمہارے آگے آگے ہوں گا۔ جلدی سے باہر نکل چلو۔"

ناگ نے دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ برآمدہ خالی تھا۔ زرقہ باہر آ گئی۔ وہ فوجیوں کی طرح قدم قدم چلتی تہہ خانے کے زینے کی طرف بڑھی۔ وہ یوں چل رہی تھی جیسے چل پھر کر پہرہ دے رہی ہو۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے آگے آگے تھا۔ ناگ پہلے ہی سیڑھیاں چڑھ کر تہہ خانے کے باہر

والے دروازے کے پاس آ گیا۔ وہاں بھی یہودی سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔

ناگ نے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکالی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بچہ رو رہا ہو۔ باہر کھڑے سپاہی نے چونک کر نیچے زینے میں دیکھا۔ زینے میں اندھیرا تھا۔ وہ حیران ہوا کہ یہ بچے کے رونے کی آواز کہاں سے آئی تھی۔ ناگ نے ایک بار پھر وہی آواز نکالی تو یہودی سپاہی زینے میں آ کر نیچے جھانکنے لگا۔ اسے نیچے برآمدے میں ایک سپاہی دکھائی دیا۔ یہ زرقا تھی۔ اوپر والے سپاہی نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ یہ بچے کی آواز کہاں سے آئی تھی؟
زرقا خاموش رہی۔ اوپر والا سپاہی تیزی سے نیچے اترا۔ وہ آخری سیڑھی پر ہی پہنچا تھا کہ اوپر سے ناگ نے اس کی گردن پر چھلانگ لگا کر اسے بھی ڈس دیا سپاہی چکرا کر سیڑھیوں میں گرا۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر زرقا سے بولا:

"جلدی سے باہر آ جاؤ۔ تم تہہ خانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ ظاہر کرنا کہ تم پہرہ دے رہے ہو۔ میں آگے کی صورت حال

جا کر دیکھتا ہوں۔"

زرقا ایک ہوشیار کمانڈو تھی۔ وہ لپک کر سیڑھیاں چڑھتی باہر آ گئی اور تہہ خانے کے دروازے پر سٹین گن لے کر یوں کھڑی ہو گئی جیسے پہرہ دے رہی ہو۔ ناگ سانپ کی شکل میں قلعے کے صحن میں نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ قلعے کی ڈیوڑھی میں دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے مگر ان کی پیٹھ ناگ کی طرف تھی۔ ناگ واپس زرقا کے پاس گیا اور انسانی شکل میں آ کر وہیں پر بیٹھا رہا اور بولا:

"زرقا آہستہ آہستہ ٹہلتی ہوئی قلعے کی چھت پر جاتی سیڑھی کی طرف جاؤ۔ قلعے کی دیوار کے پیچھے نالے کی جھاڑیوں میں سلمان تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ چھت پر جا کر میرا انتظار کرو۔"

زرقا یہ سن کر آہستہ سے قلعے کی چھت پر جانے زینے کی طرف چلنے لگی۔ ناگ واپس سانپ کی شکل میں آ گیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کی آنکھیں ڈیوڑھی والے سپاہیوں پر بھی تھیں کہ اگر وہ ادھر آئیں تو زرقا کو ان سے بچایا جا سکے۔

زرقا قلعے کی چھت والا زینہ چڑھنے لگی۔ خوش قسمتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے سپاہیوں کی ادھر نگاہ نہیں پڑی تھی۔

زرقہ بڑی ہوشیاری سے زینہ چڑھ کر قلعے کی چھت پر آ گئی۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ قلعے کی دیوار کافی بلند تھی۔ زرقہ وہاں سے چھلانگ نہیں لگا سکتی تھی۔ ان کے پاس کوئی کمند بھی نہیں تھی۔ ان کے پاس سوچنے کے لیے وقت بھی نہیں تھا۔

ناگ نے انسانی شکل میں آ کر زرقہ سے سرگوشی کی:

"میں عقاب بن کر تمہیں پنجوں میں اٹھائے قلعے سے نیچے لے جاؤں گا۔ تم گھبرانا نہیں۔"

زرقہ نے آہستہ سے سر ہلایا کہ وہ نہیں گھبرائے گی۔

اس گھبراہٹ اور تجسس کے عالم میں بھی زرقہ ناگ کی خفیہ طلسمی طاقت سے حیرت زدہ تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک انسان کو عقاب کی شکل اختیار کرتے دیکھا۔ پھر اس عقاب نے زرقہ کو اپنے پنجوں میں بڑی آہستگی سے اٹھایا اور قلعے کے اوپر سے نیچے غوطہ لگایا۔

جھاڑی کی اوٹ میں سلمان کمانڈو نے عقاب کو اترتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ ناگ کے سوا دوسرا کوئی نہیں

ہو سکتا۔ اس کے پنجوں میں ایک فوجی تھا۔ یہ زرقہ ہی ہو سکتی تھی۔ جھاڑی کے پاس جا کر عقاب زمین پر بیٹھ گیا۔ زرقہ نے سلمان کمانڈو سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ ناگ اب انسانی شکل میں آ گیا تھا۔ اس نے کہا:

"اب جلدی سے یہاں سے نکل کر کھنڈر والے تہ خانے کی طرف چلو۔"

سلمان بولا: "تم ہمیں عقاب بن کر اٹھا کر کیوں نہیں لے جاتے؟"

ابھی یہ جملہ سلمان کمانڈو کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ قلعے میں خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی سرچ لائٹ کی روشنی میدان میں گردش کرنے لگی۔

زرقہ نے کہا:

"انہیں میرے فرار کا علم ہو گیا ہے۔ یہاں سے بھاگو۔" قلعے کے صحن میں سے فوجی گاڑیوں کے سٹارٹ ہونے کی آوازیں آنے لگیں۔

ناگ نے کہا:

"اگر ہم یہاں سے بھاگے تو پکڑے جائیں گے۔ میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے عقاب بن کر دونوں کو اٹھایا اور فضا میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے کہیں دور دراز علاقے کی طرف نکل جائے گا، لیکن اچانک فضا میں گولیاں برسنے لگیں اور ایک ہیلی کاپٹر قلعے کے اندر سے گڑگڑاتا ہوا اوپر کو اٹھا۔ اب ناگ کے لیے عقاب کی شکل میں پرواز کرنا انتہائی خطرناک تھا۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کی مشین گن کی گولیوں کا نشانہ بن سکتے تھے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ بھی روشن تھی۔

ناگ نیچی اڑان بھرتا ہوا تیزی سے قلعے کے پیچھے کی طرف آ گیا۔ ہیلی کاپٹر بھی اب چکر پورا کر کے اسی طرف گھومنے والا تھا۔ اس کی سرچ لائٹ کی تیز روشنی فضا کو روشن کر رہی تھی۔ ناگ نے غوطہ لگایا اور کھنڈر کی طرف جتنی تیزی سے اُڑ سکتا تھا اڑنے لگا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی روشنی کے دائرے سے نکل گیا تھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر بھی اسی جانب چلا آ رہا تھا۔

سلمان کمانڈو اور زرقا عقاب کے پنجوں میں دبکے سہمے ہوئے تھے۔ ناگ انہیں لے کر کھنڈر کی دیوار کے

پیچھے اُتر آیا۔ فوراً انسانی شکل بدلی اور کہا:

"سلمان! زرقا کو لے کر تہہ خانے میں گھس جاؤ۔ جلدی کرو اسرائیلی ہیلی کاپٹر ادھر کو آ رہا ہے۔"

سلمان نے زرقا کا بازو تھاما اور دونوں بھاگتے ہوئے اینٹوں کے ڈھیر کی اوٹ میں پہنچ کر پتھر کی سل اُٹھا کر تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ ناگ نے سانپ کی شکل بدل لی تھی۔ اور ایک طرف چھپا آسمان پر پرواز کرتے ہیلی کاپٹر کو تک رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر نیچے ہو کر اڑ رہا تھا۔ اس کی روشنی پرانے کھنڈر کی دیواروں کو روشن کر رہی تھی۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ ہیلی کاپٹر اوپر سے ہو کر نکل گیا۔ اب قلعے کی جانب سے دو تین فوجی گاڑیاں بھی میدان میں ادھر اُدھر گھوم پھر کر زرقا کو تلاش کر رہی تھیں۔

ناگ اینٹوں کے ڈھیر کے اوپر سانپ کی شکل میں بیٹھا رات کے اندھیرے میں فوجی گاڑیوں کو دور میدان اور ٹیلوں کے گرد چکر لگاتا دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر برابر آسمان پر گھوم رہا تھا۔ اس کی روشنی نیچے ویران صحرا کو روشن کر رہی تھی۔ جب ہیلی کاپٹر دور چلا گیا تو ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رینگتا ہوا نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔
نیچے آتے ہی اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس نے دیکھا کہ زرقہ اور سلمان کمانڈو تہہ خانے کی قبر کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔ کونے والا تانبے کا چراغ اسی طرح روشن تھا۔ ناگ کو دیکھ کر دونوں قبر کی اوٹ سے نکل آئے۔
زرقہ نے کہا:
"باہر کی پوزیشن کیا ہے؟"
ناگ نے انہیں بتایا کہ ہیلی کاپٹر دور چلا گیا ہے مگر فوجی سپاہی گاڑیوں میں سوار ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔
سلمان نے کہا:
"اس وقت ہمارے لیے یہی ایک بہترین پناہ کی جگہ ہے۔"
زرقہ نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:
"سلمان! یہ نوجوان کون ہے؟ اس کے پاس ایسا جادو کہاں سے آ گیا؟ میں نے زندگی میں آج تک ایسا کرشمہ نہیں دیکھا کہ ایک انسان کبھی سانپ اور کبھی عقاب بن جائے۔"

سلمان نے کہا:
"یہ ہمارا بہترین دوست ہے۔ اسی نے مجھے موت کے منہ سے نکالا ہے نہیں تو میں شہید ہو چکا ہوتا اس کا نام ناگ ہے۔"
پھر سلمان نے زرقہ کو وہ واقعہ سنایا جب ناگ اتفاق سے اسے مل گیا تھا اور اسرائیلیوں نے اسے بھی فلسطینی کمانڈو سمجھ کر اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا تھا۔
ناگ مسکرا رہا تھا۔
زرقہ نے کہا:
"ناگ! تم نے یہ جادو کہاں سے سیکھا ہے؟"
ناگ نے کہا:
"تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔ بہرحال تم بھی یہی سمجھو کہ میرے پاس ایک خاص عمل ہے جس کے ذریعے میں اپنی جون بدل لیتا ہوں۔ یہ عمل مجھے افریقہ کے ایک بوڑھے جادوگر نے بتایا تھا۔ اب ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے؟"
کمانڈو سلمان بولا:
"ہماری منزل اب یروشلم کا مسلمان علاقہ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں ہمارا ساتھی ایجنٹ جاردش رہتا ہے۔
وہ ہمیں دریائے اردن پار کرا کر عمان کی سرحد میں
داخل کروا دے گا۔"

زرقہ بولی: "یروشلم یہاں سے ایک دن کے سفر
پر ہے۔ ہم پیدل وہاں تک نہیں جا سکتے۔ خاص
طور پر ایسے حالات میں جب کہ چپے چپے پر
اسرائیلی فوجی گاڑیاں ہماری تلاش میں پھر رہی
ہوں گی۔"

سلمان کمانڈو نے کہا:

"ہم مناسب موقع ملنے تک اسی جگہ چھپے رہ
سکتے ہیں۔ ناگ ہمارے لیے جنگلی پھل لے آئے
گا جن کو کھا کر ہم گزارہ کر سکتے ہیں۔"

زرقہ نے کچھ سوچ کر کہا:

"اگر ناگ کہیں سے کسی طرح کوئی فوجی گاڑی
لے آئے تو ہم یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں۔"

سلمان نے کہا:

"اچھا خیال ہے۔ لیکن اس وقت قلعے کی پوری
رجمنٹ چوکس ہو چکی ہے اور یقیناً ایک کمپنی ہماری
تلاش میں باہر نکل آئی ہے۔ ہمیں ہر حالت

میں ایک دو روز اسی جگہ چھپ کر انتظار
کرنا ہو گا۔"

زرقہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔

ناگ نے کہا:

"میں فوجی گاڑی اغوا کر کے لا سکتا ہوں مگر
جیسا کہ سلمان نے کہا ہے۔ ابھی فوجی گاڑی میں
بھی سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔"

زرقہ نے تانبے کے چراغ کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ چراغ کس نے جلا رکھا ہے؟ اسے بجھا دینا
چاہیے باہر سے اس کی روشنی دیکھی جا سکتی ہے۔"

زرقہ چراغ بجھانے کے لیے اٹھی تو ناگ نے اسے
روک دیا:

"اس چراغ کو مت بجھانا زرقہ۔ یہ چراغ ہم نے
نہیں روشن کیا۔ یہ لگتا ہے اس قبر کے ساتھ ہی کسی
نے جلایا تھا۔"

زرقہ بولی: "تم وہم [illegible] آدمی ہو۔ جادوگر ہو نا
اس لیے۔ لیکن یہ چراغ ہمیں گرفتار کروا سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں باہر سے پتھر کی سل کو تہہ خانے کے منہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اس طرح رکھ آیا ہوں کہ باہر سے اس
کی روشنی نہیں دیکھی جا سکتی۔ تم فکر مت کرو۔
اگر میں تم لوگوں کو گولیوں کی بوچھاڑوں سے
نکال لایا ہوں تو یہاں بھی تمہاری حفاظت کر
سکتا ہوں۔ لیکن چراغ بجھانے کی اجازت نہیں
دوں گا۔"

سلمان نے بھی زرقا کو چراغ بجھانے سے روک دیا۔
زرقا گہرا سانس بھر کر قبر کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے
کتبے کو دیکھ کر بولی:

"یہ کسی پرانی زبان کا کتبہ ہے۔ اس پر کیا
لکھا ہے؟"

ناگ نے اسے بتایا کہ اس پر لکھا ہے:

"یہاں رتنالی دفن ہے جو بوداگو کے مندر کی
سب سے حسین دیو داسی تھی۔ اس کو بادشاہ
بیاکس نے اپنے ولی عہد سے عشق کرنے کے جرم
میں زہر دے کر ہلاک کروا دیا۔"

زرقا ہنس دی۔ زرقا مصر کی گریجویٹ تھی اور پڑھی
لکھی ماڈرن خیالات کی ایک بہادر کمانڈو مجاہدہ تھی۔
اس نے کہا:

"میں ان باتوں پر اعتقاد نہیں رکھتی۔ یہ کتبہ یونہی
کسی نے لکھ کر لگا دیا ہے۔"

ناگ مسکراتے ہوئے بولا:

"میں تمہارے اعتقاد پر بحث نہیں کروں گا۔ کسی
بھی انسان کو کسی دوسرے انسان کے عقیدے
پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔ بہرحال میں اس چراغ
کو روشن ہی رکھنا چاہتا ہوں۔"

سلمان کمانڈو نے زرقا کی سٹین گن لے کر اس کے
چیمبر کو کھول کر دیکھا:

"چیمبر گولیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ امریکی سٹین گن
ہے۔ اسرائیلیوں کو امریکی اسلحہ برابر مل رہا ہے۔"

"اچھا ہے۔ یہ اب ہمارے کام آئے گا۔"

زرقا کے بال پہلے ہی لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے تھے
جو اسرائیلی فوجی کیمپ میں بالکل ہی چھپ گئے تھے۔
زرقا نے سلمان کو بتایا کہ اسرائیلیوں نے اس پر بہت
تشدد کیا مگر اس نے اپنے کسی ساتھی کا نام تک نہیں
بتایا۔ پھر اس نے سلمان کو اپنے کان کی لوئیں دکھائیں
جو سگریٹ لگانے سے جل گئی تھیں۔

سلمان کمانڈو نے زرقا کے حوصلے اور بہادری کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعریف کی اور کہا :

"انشاء اللہ! ہم بہت جلد فلسطین کو اپنے دشمن کو یہودیوں کے قبضے سے آزاد کرا لیں گے۔"

ناگ خاموش بیٹھا قبر کے کتبے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی پڑ رہی تھی۔ اچانک اسے یوں لگا جیسے قبر کے سرہانے لگے کتبے کے پتھر پر کسی حسین عورت کی شکل ابھر آئی ہے۔ اس عورت کے لمبے سیاہ بالوں میں سفید موتیوں کی لڑیاں گندھی ہوئی تھیں جو اس کے ننگے شانوں پر لٹک رہی تھیں۔ حسین عورت کے ماتھے پر ایک سرخ بندیا لعل کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں مقناطیسی چمک تھی اور وہ ہونٹ ذرا سے کھلے تھے اور موتیوں ایسے سفید دانتوں کی لکیر نظر آ رہی تھی۔

ناگ نے سلمان سے سرگوشی کی :

"سلمان! قبر کے کتبے کی طرف دیکھو۔"

سلمان اور زرقا نے کتبے کی طرف آنکھیں گھمائیں۔

"کیا ہے یہاں؟" سلمان نے پوچھا۔

"تمہیں کسی عورت کی شکل نظر نہیں آ رہی کیا؟" ناگ نے کہا :

"نہیں تو۔ کتبے پر تو کسی عورت کی شکل نہیں ہے۔" سلمان بولا۔

زرقا ہنسنے لگی :

"ناگ پر قبر کے طلسم کا اثر ہو گیا ہے۔"

اتنے میں کتبے پر حسین عورت کی شکل نے آنکھیں سکیڑ کر ناگ کی طرف گھور کر دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے منع کیا کہ وہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے۔ ناگ چپ ہو گیا۔ اتنے میں باہر کتوں کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ کتبے کی شکل غائب ہو گئی۔

زرقا اور سلمان اچھل پڑے۔

سلمان کمانڈو بولا :

"وہ زرقا کی تلاش میں سراغ رساں کتے لے کر نکل آئے ہیں۔"

فلسطینی مجاہدہ زرقا بولی :

"انہوں نے میرا لباس پہلے ہی دن سراغ رساں کتوں کو سنگھا دیا تھا۔ یہ کتے یہاں تہہ خانے کے سوراخ تک پہنچ جائیں گے۔"

معاملہ تشویش ناک تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں باہر جا کر ان کتوں کو سنبھالتا ہوں۔ خبردار ـــ ذرا سی بھی آواز نہ نکالنا۔"

یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر آ گیا۔

○

رتنالی کون تھی؟

صحرائی رات میں ہلکی ہلکی چاندنی بکھری ہوئی تھی۔ زرد چاند دور ریت کے ٹیلوں کے پیچھے سے طلوع ہو رہا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ پیچھے کی جانب سے چھ سات فوجی کتوں کو ساتھ لیے بھاگتے چلے آ رہے تھے۔ کتوں کا رُخ تہہ خانے کے سوراخ کی طرف تھا۔ ظاہر ہے انہیں زرقا کے جسم کی ادھر ہی سے خوشبو آ رہی تھی۔

ناگ نے ایک پل کے لیے صورت حال پر غور کیا پھر بھاگ کر کھنڈر کی عقبی دیوار کی طرف گیا اور سانپ کو آواز دی۔ سانپ پھن اٹھائے پتھروں کے نیچے سے نکل کر آیا تو ناگ نے اسے حکم دیا:

"کچھ فوجی اپنے کتوں کے ساتھ ادھر آ رہے ہیں۔ اپنے سانپوں کو لے کر جاؤ اور ان سب فوجیوں اور ان کے کتوں کو ڈس کر ہلاک کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو - یہ ہمارے دشمن ہیں۔"

سانپ نے پھن جھکا کر کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر سانپ نے پتھروں کی طرف پھن کا رُخ کر کے زور سے تین پھنکاریں ماریں۔ پتھروں کے نیچے سے درجن بھر سیاہ سانپ نکل آئے۔ بڑے سانپ نے انہیں اپنے ساتھ لیا اور اس طرف تیزی سے بھاگے جدھر سے یہودی فوجی کتوں کو لے کر آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔

ناگ اینٹوں کے ڈھیر کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اور یہودی فوجیوں کو آگے بڑھتے تکنے لگا۔ اتنی دیر میں درجن بھر زہریلے سانپ ان فوجیوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اب ناگ نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ سپاہیوں میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ وہ بدحواس ہو کر ادھر اُدھر بھاگے۔ کوئی سٹین گن کا رخ زمین کی طرف کر کے فائر کرنے لگا تو کوئی دوسری طرف کو سانپ سانپ کا شور مچاتا بھاگا۔ کتوں میں بھی افرا تفری مچ گئی۔ پھر ناگ نے دیکھا کہ کتے چاؤں چاؤں کرتے گرے اور ڈھیر ہو گئے۔ ساتھ ہی یہودی فوجی بھی گرنے لگے۔

سانپ اندھیرے میں اپنا کام کر رہے تھے۔ دو سپاہی سانپوں پر فائرنگ کر رہے تھے کہ وہ بھی چیخ مار کر گر پڑے۔ چند لمحوں کے اندر اندر وہاں صحرا میں سناٹا چھا گیا۔ کتے اور یہودی سپاہی عدم آباد کو پہنچ چکے تھے۔

ناگ دوڑ کر ان کے درمیان گیا۔ بڑے سانپ نے پھن اٹھا کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے سارے دشمن ختم کر دیئے گئے ہیں۔ صرف چار سانپ انھوں نے مار ڈالے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

بڑے سانپ نے پھن جھکایا اور باقی آٹھ سانپوں کو ساتھ لے کر جدھر سے آیا تھا۔ ادھر چل دیا۔ ناگ دوڑتا ہوا تہ خانے میں آ گیا۔

سلمان کمانڈو نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا:

"یہ فائرنگ کس پر ہو رہی تھی؟ تم تو خیریت سے ہو نا؟"

ناگ بولا: "ہاں۔ میں خیریت سے ہوں۔"

زرقا مجاہدہ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر یہ فائرنگ کیسی تھی؟ اور کتوں کی آواز بھی غائب ہو گئی ہے"

ناگ بولا: "دشمن موت کی گہری نیند سو رہے ہیں۔ سات یہودی فوجی تھے اور چار کتے تھے۔ ان کی لاشیں باہر صحرا میں پڑی ہیں"

سلمان کمانڈو نے کہا:

"ان کی لاشوں کو زمین میں دبا دینا چاہیے نہیں تو ان کے پیچھے آنے والے فوجیوں کو ہمارے ٹھکانے کا علم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے ان کے پاس بھی سراغ رساں کتے ہوں گے"

زرقہ، سلمان کمانڈو اور ناگ جلدی سے تہہ خانے سے نکل کر اس طرف دوڑے جہاں فوجیوں کو سانپوں نے ڈس کر مار دیا تھا۔ ان کی اور کتوں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ سلمان، ناگ اور زرقہ نے فوجیوں کی بیلٹوں سے لگے خنجر نکال کر ریت کھودنی شروع کر دی۔ ریت نرم تھی۔ بہت جلد انہوں نے ایک کافی گہرا گڑھا کھود ڈالا۔ پھر زرقہ کے مشورے پر سلمان نے ایک یہودی سپاہی کی وردی اتار کر خود پہن لی۔ اس کی سٹین گن اور خنجر بھی سنبھال لیا اور باقی تمام لاشوں

کو گڑھے میں ڈال کر اوپر ریت ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا۔

اس کے بعد ناگ اور سلمان نے مل کر ریت پر جھاڑیوں کی شاخوں کا جھاڑو پھیر کر اپنے اور فوجیوں کے پاؤں کے نشان اس طرح مٹا دیئے کر ریت پر ایسی لہریں بن گئیں جیسی لہرا صحرا میں تیز ہوا کے چلنے سے بن جایا کرتی ہیں۔ وہ تینوں الٹے قدم تہہ خانے کی طرف چلے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے قدموں کے نشانوں کو بھی صحرائی

لہروں میں بدلتے چلے آ رہے تھے۔

تہہ خانے میں آ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

باقی رات انہوں نے جاگ کر گزار دی۔ کیوں کہ انہیں کسی بھی لمحے دشمن کے وہاں آ جانے کا دھڑکا لگا تھا۔ رات گزر گئی۔ یہودی فوجی اپنے فوجیوں کے پیچھے نہ آئے۔

سلمان نے کہا:

"اب ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیے"

زرقہ بولی: "ناگ! تم کسی طرح سے کوئی فوجی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاڑی اغوا کر کے لا سکتے ہو۔ یہاں اب ہمارے لیے خطرہ ہی خطرہ ہے۔ ہم دشمن کے پیٹ میں کب تک بیٹھے رہیں گے؟"

ناگ نے کہا:

"اگر تمہارا یہی منصوبہ ہے تو میں تمہارے لیے کوئی فوجی گاڑی اغوا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ تہہ خانے سے نکل عقاب کی شکل اختیار کر کے فضا میں پرواز کر گیا۔ ابھی وہ کھنڈر سے تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اسے ایک فوجی جیپ کھنڈر کی طرف آتی دکھائی دی۔ جہاں یہ جیپ آ رہی تھی اس جگہ پہلے والے سراغ رساں فوجیوں کے پاؤں کے نشان ریت پر صاف نظر آ رہے تھے۔ جیپ میں بیٹھے چار یہودی فوجی انہی نشانوں کا سراغ لیتے اپنے ساتھیوں کی تلاش میں چلے آ رہے تھے۔

ناگ وہیں سے واپس پلٹا اور تہہ خانے میں جا کر سلمان اور زرقہ کو بتایا کہ ایک جیپ جس میں چار یہودی فوجی سوار ہیں کھنڈر کی طرف آ رہی ہے۔ یہ تمہارا شکار ہے۔ تمہارے پاس اسلحہ موجود ہے۔ تم ان پر حملہ کر کے جیپ حاصل کر سکتے ہو۔"

سلمان اور زرقہ فوراً سٹین گنیں لیے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ دور فوجی جیپ کھنڈر کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ سلمان اور زرقہ مورچے بنا کر بیٹھ گئے۔ ناگ ٹیلے کی اوٹ میں چھپ گیا۔ جونہی جیپ قریب آئی زرقہ اور سلمان نے سٹین گنوں کا فائر کھول دیا۔ جیپ میں سوار یہودی فوجی بے خبر بیٹھے تھے۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ یہاں دشمن گھات لگائے چھپا ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلمان اور زرقہ کی گولیوں نے انہیں بھون کر رکھ دیا۔ جیپ ایک طرف کو اُلٹ گئی۔ سلمان نے سٹین گن لہراتے ہوئے ناگ کو آواز دی۔

"ناگ! آ جاؤ۔ ہم یہاں سے فرار ہو رہے ہیں۔"

انہوں نے مل کر جیپ کو سیدھا کیا۔ اس میں کود کر بیٹھے اور جیپ پوری رفتار سے صحرا میں ایک طرف دوڑنے لگی۔ تھوڑی ہی دور جانے پر جیپ ایک گڑھے میں سے اچھلی تو ناگ باہر گر پڑا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور دوبارہ جیپ میں سوار ہو گیا۔

سلمان خود جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ صحرا میں زرقہ کو یروشلم کو جانے والے راستے کا علم تھا۔ وہ رہنمائی کر رہی تھی۔ جیپ پوری رفتار سے جا رہی تھی۔ بہت جلد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اسرائیلی قلعے سے دور نکل گئے۔ انہیں صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں کوئی فوجی ہیلی کاپٹر ادھر نہ نکل آئے۔ پھر ان کا بچنا مشکل تھا۔ جو چیز انہیں بچا سکتی تھی وہ ان دونوں کی اسرائیلی فوجی وردی تھی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحرا میں کافی آگے نکل گئے تھے کہ انہیں ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔

زرقہ نے چونک کر کہا:

"اسرائیلی ہیلی کاپٹر سلمان!"

سلمان نے چلا کر کہا:

"گھبراتی کیوں ہو۔ ہم اسرائیلی فوجی وردی میں ہیں۔ وہ ہمیں اپنے ہی فوجی سمجھیں گے۔"

ہیلی کاپٹر اسرائیلی فوج کا تھا۔ وہ گڑگڑاتا ہوا جیپ کے اوپر آ کر ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ ناگ بغیر وردی کے تھا۔ اب وہ عقاب کی صورت بھی اختیار نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے فوجی اسے دیکھ رہے تھے۔ اچانک جیپ میں لگے وائرلیس سیٹ پر آواز گونجی۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کوڈ لفظوں میں بول رہا تھا۔

سلمان بے اختیار بولا:

"اب کیا کریں۔ وہ ہم سے کوڈ میں بات

کرنا چاہتا ہے۔"

زرقہ نے مائیک اٹھا کر عبرانی میں کہا:

"ہم مفرور فلسطینیوں کا پیچھا کر رہے ہیں تم ہمارا وقت کیوں برباد کر رہے ہو؟"

ہیلی کاپٹر کے اسرائیلی پائلٹ کی آواز آئی:

"تم ہمیں آج کا پاس ورڈ بتاؤ۔ نہیں تو ہم میزائل مار کر تمہاری جیپ تباہ کر دیں گے۔ تمہارے ساتھ یہ سویلین کون ہے؟"

زرقہ نے غصے میں کہا:

"یہ سویلین فلسطینی قیدی ہے۔ ہم نے اسے اسی جگہ سے پکڑا ہے۔ ہم اس کے سامنے خفیہ کوڈ پاس ورڈ نہیں بتا سکتے۔"

سلمان نے زرقہ کی حاضر دماغی کی دل میں داد دی۔ مگر اوپر بھی اسرائیلی پائلٹ تھا۔ اس نے حکم دیا:

"پاس ورڈ بتاؤ۔ میں تمہیں تین سیکنڈ کا وقت دیتا ہوں۔ نہیں تو میں میزائل فائر کر دوں گا۔"

اب ناگ کے لیے خاموش رہنا موت کو دعوت دینا تھا۔ اس نے سانس کھینچا اور غائب ہو گیا۔ وہ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک زہریلا اڑن سانپ بن کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فضا میں پرواز کر گیا تھا۔ اوپر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا پائیلٹ بھی یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جیپ کے پیچھے جو سویلین بیٹھا تھا وہ کہاں غائب ہو گیا؟

وہ وائرلیس پر چلایا:

"تمہارا قیدی کہاں چلا گیا ہے؟"

سلمان نے دیکھا تو پیچھے ناگ نہیں تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ناگ کا ایکشن شروع ہونے والا ہے۔ اس نے پائیلٹ کو باتوں میں لگانے کے لیے کہا۔

"تم نے ہمارا قیدی گنوا دیا ہے۔ میں تمہاری شکایت کروں گا۔ قیدی نے شاید چھلانگ لگا دی ہے۔"

پائیلٹ نے گرج کر کہا:

"تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے۔ پاس ورڈ بولو نہیں تو میں میزائیل فائر کرنے والا ہوں۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔"

زرقا نے گھبرا کر سلمان سے کہا:

"سلمان! چھلانگ لگا کر بھاگو۔"

سلمان بولا: "خاموش! ناگ کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔"

ٹھیک اس وقت ناگ ہیلی کاپٹر کے اوپر پہنچ

چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر میں دو اسرائیلی پائیلٹ بیٹھے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر چلا رہا تھا اور دوسرے کا ہاتھ میزائیل فائر کرنے والے بٹن پر تھا۔ ناگ ہیلی کاپٹر کے دروازے کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ دروازے پر شیشہ لگا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ وہ ہیلی کاپٹر کے کاک پٹ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑی ناکامی تھی لیکن فوراً ہی ناگ کو ایک خیال سوجھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کے اوپر پنکھوں کے عین نیچے آ کر بیٹھ گیا اور سانس کھینچ کر ایک چھوٹے ہاتھی کے بچے کا تصور کیا اور سانس چھوڑ دیا۔

دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر ایک طرف کو جھک گیا۔ کیوں کہ اس کی ایک طرف چھوٹا ہاتھی بیٹھا تھا جس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کا توازن بگڑ گیا تھا۔ پائیلٹ گھبرا گئے۔ ہیلی کاپٹر ایک طرف کو جھکا جھکا نیچے گرنے لگا۔ دونوں پائیلٹ کاک پٹ کا دروازہ کھول کر باہر کودنے کے لیے جھکے تو ان کی نظر ہیلی کاپٹر پر بیٹھے ہاتھی پر پڑی۔ وہ ششدر ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے ایسا کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

ہیلی کاپٹر زمین کے بہت قریب آ گیا تھا۔ انہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کاک پٹ میں سے چھلانگیں لگا دیں۔ ناگ عقاب کی شکل اختیار کر کے اُڑ گیا۔ مگر ہیلی کاپٹر اپنا توازن کھو چکا تھا وہ ایک دھماکے کے ساتھ گرا اور اس میں آگ لگ گئی۔ دونوں اسرائیلی پائیلٹ اٹھ کر صحرا میں دوڑے مگر زرقہ اور سلمان کمانڈو کی گولیوں نے انہیں وہیں چھلنی کر کے رکھ دیا۔

ناگ انسانی شکل میں جیپ کے پاس آیا تو زرقہ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"ناگ! میں تمہارے اس احسان کو ساری زندگی فراموش نہ کر سکوں گی۔"

ناگ جیپ میں کود کر بیٹھا اور بولا:

"جلدی سے اپنی منزل کی طرف بھاگو۔"

اور جیپ ایک بار پھر یروشلم کی طرف دوڑنے لگی۔

سورج غروب ہو رہا تھا کہ انہیں دور ایک گاؤں کے مکان دکھائی دیئے۔

سلمان نے کہا:

"ہمیں جیپ یہاں کسی گڑھے میں پھینک دینی چاہیے۔ یہ ہمیں کسی نہ کسی مصیبت میں پھنسا سکتی ہے۔ ہم اس گاؤں میں جا کر سویلین کپڑے

حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

زرقہ اور ناگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے فوجی جیپ ریت کے ایک ٹیلے کی اوٹ میں کھڑی کر دی۔ اور خود اس میں سے اتر کر پیدل ہی گاؤں کی طرف چلنے لگے۔ یہ یہودیوں کا ایک گاؤں تھا۔ انہیں فوجی وردی میں دیکھ کر گاؤں کے یہودیوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی۔ انہیں کھانے کو عمدہ پھل اور بھنا ہوا گوشت دیا گیا جسے سلمان اور زرقہ نے ڈٹ کر کھایا۔ ناگ نے بھی پھل چکھ لیے۔

سلمان نے گاؤں کے بوڑھے یہودی سے کہا:

"ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ اگلے گاؤں میں فلسطینی کمانڈو چھپے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی تلاش میں آئے ہیں۔ لیکن ہمیں فوجی وردی میں دیکھ کر فلسطینی کمانڈو فرار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں عام دیہاتی کپڑے پہننے کو دیئے جائیں۔"

فوراً انہیں سویلین کپڑے دے دیئے گئے۔ اب ان تینوں نے یہودی عربوں ایسا لباس پہن لیا۔ انہیں تین اونٹ بھی دیئے گئے جن کے بارے میں سلمان نے انہیں یقین دلایا کہ وہ واپسی پر اونٹ انہیں دیئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں گے۔ یہ چال بڑی مفید اور کامیاب رہی۔ اب وہ تینوں یہودی دیہاتیوں کے بھیس میں اونٹوں پر سوار صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ کسی کو ان پر شک نہیں پڑ سکتا تھا کہ یہ تینوں فلسطینی کمانڈو ہیں۔

شام ہو رہی تھی کہ دور انہیں یروشلم شہر کے مینار اور سفید مکانوں کی دیواریں دکھائی دینے لگیں۔ یہ مکان شہر کے اونچے ٹیلوں پر بنے ہوئے تھے۔ زرقہ نے خوش ہو کر سلمان اور ناگ سے ہاتھ ملایا۔

"ہم یروشلم پہنچ گئے۔ خدا کا شکر ہے۔"

زرقہ اور سلمان دونوں کو اپنے ایجنٹ جاروش کے گھر کا پتہ تھا۔ انہوں نے اونٹوں کو یروشلم کے شہر کی عقبی آبادی کی طرف ڈال دیا۔ رات ہوتے ہی شہر کی روشنیاں جل اٹھیں۔ وہ کھیتوں کے بیچ میں سے گذرتے یروشلم شہر کی اس آبادی میں داخل ہو گئے جہاں مسلمان عرب فلسطینی رہتے تھے۔ یہ وہ عرب مسلمان تھے جو اسرائیلی ملک کے قیام سے پہلے یروشلم میں آباد تھے اور اب اسرائیل کی رعایا کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔ ان کی سخت نگرانی ہوتی تھی۔ شہر میں کوئی بم پھٹتا تھا تو اس علاقے کے مسلمان عرب

جوانوں کو اسرائیلی فوجی پکڑ کر لے جاتے تھے۔

رات ہو گئی تھی۔ یروشلم کی مسلم عرب آبادی میں کہیں اندھیرا تھا اور کہیں روشنی تھی۔ جب کہ اسرائیلی یروشلم میں شاندار عمارتیں روشنی میں نہا رہی تھیں۔ زرقہ سلمان اور ناگ نے اونٹوں کو آبادی کے باہر ایک کنوئیں کے پاس انجیر کے باغ میں بٹھا دیا اور ان پر سے اترے اور شہر کی طرف چل دیئے۔

زرقہ اور سلمان آگے آگے چل رہے تھے۔ ان کا لباس عربوں ایسا ہی تھا۔ صرف انہوں نے وہ ٹوپی سر پر سے اتار کر پھینک دی تھی جو اسرائیلی عرب پہنتے تھے۔ اب انہوں نے سروں پر عربوں کی طرح رومال باندھ رکھے تھے۔ زرقہ بھی مردانہ لباس میں پہچانی نہیں جاتی تھی۔ اس نے ناگ اور سلمان کو یروشلم کی ایک تنگ و تاریک گلی کے باہر رکنے کا اشارہ کیا اور خود اپنے ایجنٹ جاروش سے ملنے گلی میں گھس گئی۔ جاروش اس وقت اپنے مکان کے صحن میں بید کی کرسی پر بیٹھا کھانا کھانے کے بعد قہوہ پی رہا تھا۔ وہ یروشلم میں چھوٹا موٹا کاروبار کرتا تھا۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ دراصل وہ فلسطینی مجاہد ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس کا کام مفرور فلسطینیوں کو حفاظت سے سرحد پار کرانا ہے۔ وہ ایک عرصے سے یہ قومی فرض ادا کر رہا تھا۔

زرقہ نے مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو کر ہلکے سے آواز دی تو جاروش نے اس کی آواز پہچان لی اور اٹھ کر ڈیوڑھی میں آ گیا۔ اپنے کام کی نزاکت اور اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے جاروش نے اپنے ہاں کسی کو ملازم نہیں رکھا تھا۔ وہ بالکل اکیلا وہاں رہتا تھا۔ اس کی عمر پچاس سے اوپر تھی۔ زرقہ کو اس نے مردانہ لباس میں بھی پہچان لیا اور پہلا سوال یہ کیا۔

"تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں؟"

زرقہ نے آہستہ سے کہا:

"سلمان اور ہمارا ایک قابل اعتماد دوست ناگ گلی کی نکڑ پر کھڑے ہیں۔"

"انہیں رہائی مبارک ہو۔"

یہ کہہ کر جاروش نے زرقہ کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا اور خود گلی میں آ گیا۔ جاروش کا باہر آنا اس بات کا اشارہ تھا کہ تم لوگ آ جاؤ۔ جاروش اپنا آپ دکھا کر ڈیوڑھی میں چلا گیا۔ سلمان نے ناگ کو ساتھ لیا اور تیز تیز قدموں سے چلتے جاروش کے مکان میں

داخل ہو گئے۔ جاروش نے ڈیوڑھی کا دروازہ بند کر دیا۔

زرقہ اور سلمان نے جاروش سے ناگ کا تعارف کروایا۔ جاروش نے ناگ کو خاص پسندیدگی سے نہ دیکھا۔ اصل میں جاروش ایک پرانا اور روایت پسند بلکہ کٹڑ فلسطینی مجاہد تھا اور وہ کسی غیر عرب خاص طور پر مصری پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ جب زرقہ اور سلمان نے جاروش کو بتایا کہ ناگ جادو بھی جانتا ہے تو اس نے گردن جھٹک کر کہا:

"مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں اور تمہیں بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اب تمہارے بارے میں آرڈر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس مکان سے باہر قدم نہیں رکھے گا۔ تم اس وقت تک مکان کے تہہ خانے ہی میں رہو گے جب تک کہ ہم تمہارے سرحد کراس کرنے کا بندوبست نہیں کر لیتے۔ تہہ خانے میں تین بستر لگا دیے جائیں گے۔ باتھ روم تہہ خانے کے ساتھ ہی ہے۔ تم دونوں خوب جانتے ہو۔"

سلمان اور زرقہ مسکرا رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاروش بڑا کٹر وطن پرست ہے اور اپنی جوانی کے زمانے میں کئی خفیہ کارنامے انجام دے چکا ہے۔
جب جاروش کھانا لانے کے لیے گیا تو سلمان نے ناگ سے کہا:

"برادر! تم ہمارے بزرگ جاروش کی باتوں کا بڑا مت ماننا۔ یہ ذرا پرانی طرز کا فلسطینی مجاہد ہے۔ یہ لوگ تو مصریوں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے جب کہ اب مصر کی پالیسی تبدیل ہو چکی ہے اور ہمارے ساتھ ان کے کمانڈو بھی کام کر رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں بزرگوں کی باتوں کا بُرا نہیں مانا کرتا۔"

جاروش ان کے لیے کھانا لے کر آ گیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ بیٹھک میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جاروش نے سلمان اور زرقہ کو بتایا کہ پچھلے ہفتے تین فلسطینی کمانڈو کو وہ سرحد پار کرا چکا ہے۔ ناگ آرام کرسی پر بیٹھا خاموشی سے جاروش کی باتیں سن رہا تھا۔ سامنے دیوار پر سرخ قالین کا ایک ٹکڑا لٹک رہا تھا۔ جس پر قدیم زمانے کا نمونہ نقش تھا۔

ایک بار جو ناگ کی نگاہ قالین کے ٹکڑے پر گئی تو وہ ٹکٹکی باندھے قالین کے ٹکڑے کو تکتا ہی رہ گیا۔ کیوں کہ قالین کے ٹکڑے پر اسی تہہ خانے قبر کے کتبے والی حسین عورت کا چہرہ ابھر آیا تھا جس کے بالوں میں سفید موتی گندھے تھے اور ماتھے پر سرخ بندیا چمک رہی تھی۔ وہ ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

ناگ کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھ کر سلمان زرقہ اور جاروش حیران ہوئے۔ جاروش سب سے زیادہ حیران تھا۔

زرقہ نے آہستہ سے کہا:

"ناگ! تم دیوار پر لٹکے قالین کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟"

ناگ نے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا:

"کچھ نہیں زرقہ ___ تم کو یقین نہیں آئے گا لیکن وہی تہہ خانے کی قبر والی حسین عورت میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔"

جاروش قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور ناگ کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا:

"تم فٹ پاتھ کے جادوگر ہو۔ اس قسم کی باتوں سے تم مجھ پر اپنا اثر نہیں جما سکتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کو اتنا غصّہ نہ آیا لیکن قالین پر نظر آنے والی حسین عورت کا چہرہ غصّے میں لال ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں گھما کر جارودش کی طرف دیکھا۔ جارودش اور زرقہ اور سلمان کو تو وہ عورت نظر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

حسین عورت کی نظروں کا پڑنا تھا کہ جارودش کا ایک پورے کا پورا بازو اس کے کاندھے سے الگ ہو کر فضا میں اوپر اٹھنے لگا۔

جارودش کا تو دہشت کے مارے رنگ مُردوں کی طرح کا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ زرقہ اور سلمان نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ جارودش کو معاف کر دو۔

ناگ نے کہا:

"یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس عورت نے کیا ہے جس کی اس شخص نے توہین کی ہے۔"

جارودش اپنی جگہ سے خوف کے مارے ذرا نہیں ہل رہا تھا۔ اتنے میں اس کا دوسرا بازو بھی اس کے جسم سے الگ ہوا فضا میں لٹک گیا۔ اب تو

اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اس نے ناگ سے گڑگڑا کر معافی مانگی اور التجا کی کہ خدا کے لیے بازو میرے جسم کے ساتھ لگا دو۔

ناگ نے گہری آواز میں اسے کہا:

"اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہ کرنا جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی بیٹھے رہنا۔"

پھر ناگ نے حسین عورت کی طرف دیکھا اور اس سے درخواست کی کہ اس شخص کو معاف کر دیا جائے۔ حسین عورت کے چہرے کا غصّہ ناگ کی آواز پر جاتا رہا، اس نے مسکرا کر ناگ کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی جارودش کے دونوں بازو فضا سے نیچے آئے اور اس کے جسم کے ساتھ دوبارا لگ گئے۔ جارودش نے ڈرتے ڈرتے اپنے بازوؤں کو ہلایا۔

ناگ نے کہا:

"یہ بالکل ٹھیک جڑے ہیں۔ فکر نہ کرو۔"

سلمان اور زرقہ ناگ کی اس خفیہ طاقت سے بے حد متاثر ہوئے۔ جارودش نے ناگ کا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگایا اور لرزتی آواز میں بولا:

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ مجھ سے غلطی ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی تھی۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"آئندہ کبھی کسی انسان کا مذاق مت اُڑانا۔ یہ بات خدا کو ناپسند ہے۔"

اب ناگ کے کان میں ایک سریلی اور بے حد میٹھی آواز آئی:

"ناگ! تم ان لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ میں تمہیں لینے آئی ہوں۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔"

ناگ کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا:

"تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟ تم کون ہو؟"

ناگ کی نگاہیں قالین پر لگی تھیں۔ جہاں حسین عورت کا چہرہ اُبھرا ہوا تھا۔ اس چہرے کو صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا۔ عورت کی آواز آئی مگر اس کے ہونٹ نہیں ہل رہے تھے۔

"ناگ! یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتی۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن میں عنبر کیپٹن اور ماریا کی تلاش میں نکلنا چاہتا ہوں۔ میں ان کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ

کیسے چل دوں گا؟"

حسین عورت کی آواز آئی:

"تم میرے حکم کو ٹال نہیں سکتے۔ تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے۔"

اس کے ساتھ ہی عورت کی شکل غائب ہو گئی۔ زرقہ سلمان اور جاروش ناگ کو باتیں کرتے دیکھ کر چپ تھے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ ضرور کسی عورت سے باتیں کر رہا ہے جو انہیں دکھائی نہیں دے رہی۔ ناگ نے عورت کی شکل غائب ہو جانے کے بعد سلمان کمانڈو سے کہا:

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے پاؤں زمین نے جکڑ لیے ہیں۔ میں اپنی جگہ سے انہیں ہلا نہیں سکتا۔"

سلمان زرقہ اور جاروش پریشان ہو گئے۔ ناگ نے اپنی جگہ سے پاؤں اٹھانے چاہے تو سچ مچ اس کے پاؤں اوپر نہیں اٹھ رہے تھے۔ انہیں زمین نے پکڑ لیا تھا۔ زرقہ اور سلمان نے ناگ کو پکڑ کر ایک طرف کھینچا۔ ناگ فرش پر گر پڑا مگر اس کے پاؤں اپنی جگہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک انچ بھی نہ ہلے۔

ناگ نے سر ہلا کر کہا:

"معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بہت طاقت ور ہستی ہے۔"

"یہ کون ہے ناگ؟" زرقہ نے سوال کیا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم نہ اسے دیکھ سکتی ہو نہ اس کی آواز سن سکتی ہو۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔"

"لیکن کہاں؟" سلمان نے پوچھا۔

ناگ بولا: "یہ خود مجھے بھی معلوم نہیں۔"

جادوش سر کھجانے لگا:

"ناگ! تم اگر پسند کرو تو میں ایک درویش کو بلا کر تم پر دم کروا دیتا ہوں۔ امید ہے تمہارے پاؤں کھل جائیں گے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"شکریہ جادوش! مگر تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ باتیں انسانی عقل کے دائرے سے باہر کی باتیں ہیں۔ مجھے ان کا خوب تجربہ ہے۔ بہرحال تم زرقہ اور سلمان کو سرحد پار کروا دینا۔

میں جا رہا ہوں۔"

زرقہ اور سلمان کمانڈر اداس نگاہوں سے ناگ کو تکنے لگے۔ زرقہ نے کہا:

"ناگ بھائی! تم نہ جاؤ۔ ہمارے ساتھ چلو۔"

ناگ بولا: "یہ میرے اختیار میں نہیں ہے تمہاری ایسی میری دو بہنیں ہیں۔ کیٹی اور ماریا۔ میں ان کے پاس بھی نہیں جا سکتا۔ کیا کروں۔ اس حسین پُراسرار عورت کے طلسم کی قید میں جکڑا گیا ہوں۔ اب اس کے پاس جا کر حالات کی تہ تک پہنچنا ہی پڑے گا۔ مگر تم فکر مت کرنا خدا میرے ساتھ ہے۔ زندگی رہی تو پھر کسی دور میں ضرور ملاقات ہوگی۔"

پھر ناگ نے دیوار پر لٹکتے قالین کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں تمہارے ساتھ جانے پر تیار ہوں۔"

قالین پر اسی حسین عورت کی شکل پھر ابھر آئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا:

"میری طرف چلتے آؤ۔ میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔"

ناگ نے پاؤں ہلائے تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے۔ وہ قالین کی طرف بڑھا۔ زرقہ، سلمان اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاروش پرے پرے ہٹ گئے۔ ناگ قالین کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک شاندار باغ ہے جس کا سنگ مرمر کا گیٹ کھلا ہوا ہے۔ ناگ کو آواز آئی قالین میں داخل ہو کر اس دروازے سے باغ میں داخل ہو جاؤ۔ ناگ نے قالین میں قدم رکھے اور گیٹ میں سے گذر گیا۔

ناگ غائب ہو چکا تھا۔ زرقا، سلمان اور جاروش نے قالین کی طرف دیکھا قالین پر نہ کسی عورت کی تصویر تھی اور نہ سنگ مرمر کا گیٹ تھا۔

○

خوفناک مقابلہ

ناگ نے اپنے آپ کو ایک باغ میں پایا۔

اس باغ میں اونچے اونچے گھنے درخت تھے کہیں کہیں پتھروں کی پرانی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ باغ کے درمیان میں ایک محل تھا جس کی دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھی تھیں۔ محل کی کھڑکیاں ان جنگلی بیلوں میں چھپ گئی تھیں۔ محل کے دروازے پر بھی جنگلی بیلوں نے سایہ ڈال رکھا تھا۔ محل کا دروازہ بند تھا۔ ناگ پرانی قبروں میں سے گذرتا محل کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ یہاں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان سرمئی بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ ان بادلوں کی وجہ سے دن کی روشنی بہت دھیمی تھی۔ درختوں پر کوئی پرندہ تک نہیں بول رہا تھا۔ آسمان پر بھی کوئی پرندہ اڑتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ محل پر دستک دیتے ہوئے رک گیا۔ اسے اندر سے ایک آواز آتی سنائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دی۔ ناگ نے بند دروازے کے ساتھ کان لگا دیئے۔ دوسری طرف سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بھاری قدم اٹھاتا فرش پر ٹہل رہا ہے۔

ناگ کو خیال آیا کہ یہاں اسے قبر والی حسین عورت لائی ہے اس لیے اسے یہاں ضرور ہونا چاہیئے وہ اس کو لینے ضرور آئے گی مگر ابھی تک وہ نہیں آئی تھی لیکن ناگ اپنی مرضی کے خلاف وہاں آ رہا تھا۔ حسین عورت اسے زبردستی یہاں لائی تھی۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اسے کسی جال میں پھانسا جا رہا ہو۔

ناگ نے سوچا کہ اسے سانپ بن کر محل کے اندر داخل ہو کر دیکھنا چاہیے کہ اندر یہ کون ٹہل رہا ہے۔ ناگ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے سانس کھینچا اور چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل بدل لی۔ پھر وہ محل کے بند دروازے کے نیچے سے ہو کر دوسری طرف چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک اونچی چھت والا پُر اسرار کمرہ ہے جس کی دیواروں پر ڈھالیں اور تلواریں لٹکی ہیں۔ کونے میں ایک شمع روشن ہے۔ فرش پر قالین بچھا ہے۔ آتش دان میں آگ بالکل نہیں جل رہی۔ آتش دان کے پاس ہی لکڑی کی ایک آرام کرسی بچھی

ہے۔ کمرہ بالکل خالی تھا مگر فرش پر کسی کے بھاری قدم اٹھا کر ٹہلنے کی آواز برابر آ رہی تھی۔

ناگ دیوار کے کونے میں پردے کے پیچھے چھپ کر کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسے تعجب تھا کہ جب کسی انسان کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔ تو پھر وہ خود نظر کیوں نہیں آ رہا۔ کیا یہ کوئی غیبی انسان ہے؟ وہ حسین پُراسرار عورت کہاں ہے جو اسے یہاں لائی ہے؟ ناگ انہی خیالات میں گم تھا کہ اس نے دیکھا کہ آتش دان کے پاس پڑی کرسی چرچرائی۔ جیسے کوئی اس پر بیٹھ گیا ہو۔ پھر کرسی آہستہ آہستہ آگے پیچھے ہلنے لگی۔ کوئی اس پر بیٹھا آگے پیچھے ہل رہا تھا۔

ناگ ٹکٹکی باندھے کرسی کو تکنے لگا۔

پھر دروازے پر گرا ہوا بھاری پردہ ایک طرف ہٹا اور ایک عورت ہاتھ میں چاندی کی تھالی لیے اندر داخل ہوئی۔ ناگ نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی حسین عورت تھی جو سب سے پہلے تہہ خانے والی قبر کے کتبے پر نمودار ہوئی تھی اور پھر قالین پر ابھر کر ناگ کو یہاں کھینچ لائی تھی۔ اس کے سیاہ بالوں میں سفید موتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گندھے ہوئے تھے۔ ماتھے پر سرخ رنگ کی بندیا چمک رہی تھی۔ وہ ریشمی لمبی ساڑھی میں ملبوس تھی۔ وہ قدم قدم چلتی، سر جھکائے آتش دان والی کرسی کے پاس آکر رک گئی اور بولی:

"میرے مالک! مشروب لے آئی ہوں پی لیجیے۔"

چاندی کی تھالی میں پتھر کی ایک پیالی تھی جس میں کوئی مشروب بھرا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ پیالی اپنے آپ تھالی میں سے اوپر کو اٹھی۔ کرسی کے پاس آئی اور پھر جیسے کسی غیبی آدمی نے اسے پی کر خالی کیا اور پیالی دوبارا اپنے آپ چاندی کی تھالی میں آکر ٹک گئی۔

اب ناگ کو ایک خرخراہٹ سنائی دی۔ یہ غیبی مخلوق کی آواز تھی:

"رتنالی! واپس اپنی قبر کے تابوت میں جاکر سو جاؤ۔"

حسین عورت جس کا نام رتنالی تھا اور جس کی قبر ناگ نے ملک اسرائیل کے ایک صحرا کے تہہ خانے میں دیکھی تھی سر جھکا کر آہستہ سے واپس مڑی۔ ناگ بھی دیوار کے ساتھ رینگتا اس کی طرف بڑھا۔ رتنالی دوسرے کمرے میں سر جھکائے آہستہ آہستہ چلی جا

رہی تھی۔ ناگ بھی رینگتا ہوا اسی کمرے میں آگیا۔ اس کمرے میں ایک تاریک زینہ نیچے جاتا تھا۔ رتنالی ہاتھ میں تھالی لیے زینہ اترنے لگی۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ نیچے ایک کوٹھڑی کے درمیان میں ایک کھلی قبر تھی جس میں آبنوس کا سیاہ تابوت پڑا تھا۔ رتنالی نے تھالی چبوترے پر رکھی اور خود تابوت میں جاکر بالکل سیدھی لیٹ گئی۔

ناگ سانپ کی شکل میں تابوت کے پاس اور پھن اٹھا کر تابوت میں لیٹی رتنالی کو تکنے لگا۔ اسے رتنالی کی آواز آئی:

"ناگ! مجھے خوشی ہے کہ تم آگئے۔ میں نے پانچ سو برس تک تمہارا انتظار کیا ہے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ آخر تمہارا گذر ملک اسرائیل کے صحرا سے ہوا اور تم چھپنے کے لیے اس تہہ خانے میں اتر آئے جہاں میری قبر بنی تھی۔"

ناگ نے انسانی شکل اختیار کرلی۔ اسے رتنالی کی آواز آئی:

"ابھی انسانی شکل میں مت آؤ ناگ۔ واپس سانپ کی شکل میں چلے جاؤ۔ یہاں تمہاری جان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو خطرہ ہے۔ تم سانپ کی آواز میں مجھ سے جو بات کرو گے میں اسے سمجھ جاؤں گی۔"

ناگ نے فوراً دوبارا سانپ کی جون بدل لی۔ اب اس نے رتنالی سے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے اور تم اصل میں کون ہو اور اسرائیل کے صحرا میں جو قبر بنی ہے وہ کس کی ہے؟ اگر تمہاری قبر ہے تو تم اس تابوت میں کیسے آ گئی ہو اور صلیبی آدمی کون ہے جس کو تم ابھی ابھی مشروب پلا کر آئی ہو؟

رتنالی بولی: "میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی مگر ابھی نہیں۔ میرے تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہونے والا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کوٹھڑی کے جنوبی کونے میں ایک سوراخ ہے۔ اس میں سے گذر جاؤ۔ آگے ایک سرنگ آ جائے گی۔ تم وہاں میرا انتظار کرو۔ میں بہت جلد تمہارے پاس وہاں آ جاؤں گی۔ جلدی کرو، تابوت کا ڈھکنا بند ہو رہا ہے۔"

ناگ پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے دیکھا کہ تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ فضا میں بلند ہوا اور پھر تابوت کے اوپر آ کر لگ گیا۔ ناگ تیزی سے کوٹھڑی کے کونے

کی طرف پلٹا۔ رتنالی کے کہنے کے مطابق وہاں ایک چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا تھا۔ ناگ اس میں داخل ہو گیا۔ وہ رینگتا ہوا دوسری طرف نکلا تو اس کے سامنے ایک نیچی چھت والا تنگ سا غار تھا۔ وہ اس غار میں پتھروں کے پاس آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور رتنالی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد رتنالی دیوار میں سے نکل کر اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا:

"رتنالی! کیا میں انسانی شکل میں آ کر تم سے گفتگو کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"نہیں ناگ! میں یہ خطرہ تمہیں مول نہیں لینے دوں گی۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ رتنالی اُس کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر معصوم فرشتوں ایسا حسن اور معصومیت تھی۔ اس کے بالوں کے سفید موتی ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں کشش بھی تھی مگر ایک گہری اداسی بھی چھائی ہوئی تھی۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رتنالی اب مجھے بتاؤ کہ اصل میں تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیا ہے؟"

رتنالی نے ایک گہرا سانس بھر کر کہا:

"ناگ! جیسا کہ تم نے میری قبر کے کتبے پر قدیم زبان میں لکھا ہوا پڑھا تھا۔ میں یوراگو کے بادشاہ بیاکس کے دربار کی شاہی دیوداسی اور رقاصہ تھی۔ بادشاہ کا بیٹا جو ولی عہد بھی تھا وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ اس نے مجھے دھوکے سے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مجھے قبر میں دفن کر دیا گیا۔ لیکن اسی رات دربار کا شاہی پجاری منتر خانے میں میری قبر پہ پہنچ گیا۔ اس نے ایک خاص عمل کر کے مجھے پھر سے زندہ کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے کر اس محل میں آ گیا۔ تب سے لے کر اب تک میں اس کی قید میں ہوں۔ اس بات کو تین سو برس گزر چکے ہیں۔ یہ پجاری بہت بڑا عامل ہے۔ اپنے عمل کی وجہ سے وہ سوائے میرے اور کسی کو دکھائی نہیں

دے سکتا۔ وہ مجھ پر طرح طرح کے ظلم کر رہا ہے دن بھر وہ مجھے اس تابوت میں لٹائے رکھتا ہے اور رات کو مجھے ستون سے باندھ کر ہنٹروں سے مارتا ہے۔ میں چیختی ہوں۔ چلاتی ہوں مگر اس کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ دن نکلتے ہی میرے جسم پر سے ہنٹروں کے نشان غائب ہو جاتے ہیں۔ تین سو برس سے میں یہ ظلم برداشت کرتی آ رہی ہوں۔ وہ دن میں صرف ایک بار میرے ہاتھوں ایک طلسمی مشروب پیتا ہے جس کی وجہ سے اس میں مجھے ہنٹر مارنے کی طاقت آ جاتی ہے۔"

ناگ غور سے رتنالی کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا:

"پھر تم نے مجھے یہاں کس لئے آنے پر مجبور کیا؟"

رتنالی نے سانس بھر کر کہا:

"ابھی بتاتی ہوں۔ میں نے ایک روز باتوں ہی باتوں میں اس وحشی پجاری سے پوچھ لیا کہ کیا کبھی میری نجات بھی ہو سکتی ہے۔ تو اس نے قہقہہ لگا کر مجھے بتایا کہ تمہاری نجات بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشکل ہے۔ کیوں کہ تمہاری نجات ایک ایسا شخص کر سکتا ہے جو پہلے پانچ سو برس تک سانپ رہ چکا ہو۔ پھر انسانی شکل اختیار کر گیا ہو۔ چونکہ ایسا شخص تمہیں کبھی نہیں مل سکتا۔ اس لیے تمہاری نجات ناممکن ہے۔۔

اس ظالم پجاری نے مجھ پر جو عمل کیا تھا اس کی وجہ سے میرے اندر اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ میں انسان کو دیکھتے ہی اس کی اصلیت سے واقف ہو جاتی ہوں اور میں اپنے لطیف جسم کو روح کی شکل میں جہاں چاہے لے جا سکتی ہوں لیکن میرا جسم اسی جگہ تابوت میں مردہ حالت میں پڑا رہتا ہے۔ پس جب میں نے اپنی تہہ خانے والی قبر میں تمہیں سلمان کمانڈر کے ساتھ آتے دیکھا تو میں تمہاری شکل پر نگاہ پڑتے ہی میں جان گئی کہ جس شخص کی میں تین سو سال سے تلاش میں تھی آخر وہ آ گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوئی۔ اب میں نے تمہیں کسی طرح اس محل میں بلانے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ میں نے تمہیں حکم

دیا کہ میرے ساتھ چلو۔ تم نے انکار کیا تو میں نے تمہارے قدموں کو زمین کے ساتھ جکڑ دیا۔ مجھ میں صرف اتنی ہی طاقت تھی۔ اس کے آگے میں کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ تم میرے ساتھ یہاں آ کر میری مدد کرو۔ میں وہاں تمہیں اصل راز نہیں بتا سکتی تھی۔ کیوں کہ پجاری کا طلسم باہر کی دنیا کی فضا کی خبر لے آتا ہے۔ یہاں پجاری کے طلسم کی وہ لہریں نہیں ہیں جو ہماری گفتگو اس تک پہنچا سکیں۔"

ناگ بولا: "لیکن یہ کون سی دنیا ہے۔ یہ محل کس جگہ پر واقع ہے۔ اور میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"تم اس وقت جس محل کے غار میں بیٹھے ہو یہ محل سات سمندروں کی تہہ کے نیچے ایک بہت بڑے پہاڑ میں بنا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ ظالم پجاری صرف اسی جگہ مجھے زندہ حالت میں اپنی قید میں رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ مجھے یہاں سے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکلتا ہے تو خود بھی مر جائے گا اور میں بھی
اس کے ہاتھ نکل جاؤں گی۔"

ناگ چپ تھا۔ پھر بولا:

"رتنالی! مجھے یہ بتاؤ کہ میں تمہاری کیوں کر مدد
کر سکتا ہوں؟ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ تم
اصل میں زندہ ہو یا مُردہ؟"

رتنالی نے کہا:

"میں اصل میں مردہ ہوں لیکن پجاری کے عمل
کی وجہ سے زندہ ہوں۔ اگر اس کا عمل ختم
ہو جائے تو میں پھر سے مر جاؤں گی اور
میری روح ہمیشہ کے لیے اس پجاری کے
ظلم سے نجات حاصل کر کے نیک روحوں کے
آسمانی باغ میں چلی جائے گی لیکن اس پجاری کو
شکست دینا آسان کام نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس وحشی درندے کو ضرور شکست دوں گا
وہ یہاں اکیلا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کیا کر
سکتا ہوں۔"

رتنالی کہنے لگی:

"پجاری اکیلا نہیں ہے۔ اس محل کے ارد گرد
غلام گردشوں اور محل کے اوپر برجوں میں
اس نے اپنے عمل کے زور سے چٹانوں ایسے
مضبوط اور اونچے لمبے انسانی پتلے بنا کر پہرے
پر بٹھا رکھے ہیں۔ یہ انسانی پتلے زرہ بکتر پہنے
ہاتھوں میں تلواریں لئے گھومتے رہتے ہیں تاکہ
میں جسمانی حالت میں یہاں سے باہر نہ نکل
سکوں اور باہر کی بھی کوئی مخلوق انسانی حالت
میں اندر نہ آ سکے تم اگر سانپ نہ بنتے تو
کبھی یہاں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ ان زرہ
پوش ننگی تلواروں والے دیو پیکر انسانی پتلوں پر
نہ تو تلوار اثر کرتی ہے اور نہ کوئی زہر انہیں
ہلاک کر سکتا ہے۔"

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے رتنالی سے سوال کیا۔

"تو پھر میں تمہاری مدد کیوں کر کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"میری بات غور سے سنو ناگ! اگر تم دل سے
میری مدد کرنا چاہتے ہو اور میری روح کو،
میرے جسم کو اس سنگ دل پجاری کے ظلم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نجات دلانا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ آدھی رات کے بعد جب یہ طلسمی سپاہیوں کے پتلے سو جاتے ہیں تو ان کے منہ اپنے آپ کھل جاتے ہیں اس وقت ان کے جسم کا اندرونی نظام بے حد کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر اس لمحے تم ان کے حلق میں ڈس دو تو وہ مر سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان طلسمی سپاہیوں کی تعداد ساٹھ ہے۔ تم کس کس کے منہ میں گھس کر ڈسو گے اور پھر اگر ان میں سے کسی کی بھی آنکھ کھل گئی تو وہ تمہیں تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔"

ناگ نے کہا:

"مجھے ایک بات بتاؤ۔ ہم سمندر کے نیچے کتنی گہرائی میں ہیں؟"

رتنالی نے بتایا کہ وہ محل سمندر کے نیچے دس ہزار فٹ کی گہرائی میں بنا ہوا ہے اور اس کا آسمان جس پر بادل چھائے تھے، جادو کے زور بنایا گیا ہے۔ حقیقت میں وہ آسمان نہیں ہے بلکہ پہاڑ کی بہت بڑی

چھت ہے جس نے سمندر کے پانی کو اندر آنے سے روک رکھا ہے۔ ناگ کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے رتنالی سے کہا:

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ یہ تم بھی جانتی ہو۔ زمین، ہوا اور سمندر کے سبھی سانپ میرا حکم مانتے ہیں۔ اگر میں ساٹھ ستر سمندری سانپوں کو یہاں طلب کر لوں تو وہ ایک ایک کرکے ایک ہی رات میں ساٹھ کے ساٹھ طلسمی سپاہیوں کو ہلاک کر سکتے ہیں۔"

رتنالی کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا:

"ہاں ناگ! یہ بڑی اچھی ترکیب ہے۔ مگر اس کے لیے تمہیں سانپوں کو بے حد احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ سپاہیوں کے حلق میں داخل ہوتے ہی انہیں ڈس دینا ہوگا۔ ذرا سی دیر ہوئی تو سپاہیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ کسی بھی سانپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے پھر تمہاری اور میری نجات بھی یہاں سے مشکل ہو جائے گی۔"

ناگ بولا: "تم فکر نہ کرو۔ سمندری سانپ چھوٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے ہیں اور بے حد چمک دار بھی۔ وہ وہی کریں گے جو میں انہیں کہوں گا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ محل کی راہ داریوں اور برجوں میں خود جا کر ان طلسمی سپاہیوں کو دیکھوں۔"

زنتالی نے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ آدھی رات کو سارے کے سارے سپاہی محل کی چھت پر آ کر سو جاتے ہیں۔ میں تمہیں محل کی چھت پر لے چلوں گی۔ تم اپنے سانپوں کو وہاں بھیج دینگے۔"

زنتالی نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور دیوار میں سے گذر کر محل کی چھت پر آ گئی۔ اس نے ناگ کو چھت دکھائی اور پھر سرنگ میں واپس لے آئی:

"اب میں جاتی ہوں۔ تم اپنے سانپوں کو اسی غار میں بلوا کر ضروری ہدایات دو۔ میں اب تمہارے پاس کل ہی آ سکوں گی۔ رات کو میں نہیں آ سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ

پجاری کے ظلم کی آج آخری رات ہو گی۔"

زنتالی نے ناگ کو ایک بار پھر ہوشیار اور محتاط رہنے کی ہدایت کی اور دیوار میں سے گذر کر غائب ہو گئی۔

اس کے جاتے ہی ناگ نے سمندری سانپوں کے سردار سانپ کو آواز دی۔ تین بار آواز دینے پر غار کے ایک بل میں سے سبز رنگ کا ایک سمندری سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آ کر ادب سے جھک گیا۔ ناگ نے سبز سانپ کو سارے حالات بیان کیے اور کہا کہ مجھے ساٹھ سمندری کمانڈو سانپ چاہئیں جو طلسمی سپاہیوں کے حلق میں گھس کر انہیں ڈس کر ہلاک کر سکیں۔

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! ابھی حاضر کیے دیتا ہوں۔"

سبز سمندری سانپ واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آیا تو اس کے پیچھے پیچھے ساٹھ سمندری سانپ بھی رینگتے ہوئے بل میں سے نکل آئے۔ یہ بہت ہی چھوٹے چھوٹے سانپ تھے۔ بڑے سبز سانپ نے ناگ کو بتایا کہ یہ سمندر کے انتہائی زہریلے سانپ ہیں۔ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو بھی ڈس دیں تو وہ وہیں پگھل کر پانی بن جائے۔

ناگ نے کہا:

"مجھے ایسے ہی خطرناک سانپوں کی ضرورت تھی۔"

اب ناگ نے ان ساٹھ سانپوں کو ساری بات ان کی زبان میں سمجھائی اور کہا کہ انہیں یہ کام ضرور کرنا ہے اور انتہائی احتیاط سے کرنا ہے۔ ساٹھ سانپ باری باری بولے کہ وہ ناگ کے دشمن سپاہیوں کو اتنی تیزی سے ڈسیں گے کہ سپاہیوں کو مرنے کے بعد بھی پتہ نہیں چلے گا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا:

"شاباش! اب میرے ساتھ چھت پر چلو۔"

ناگ نے ساٹھ کے ساٹھ سانپوں کو ساتھ لیا اور محل کی چھت پر آ کر ایک ستون کے پتھر کے نیچے چھپ گیا۔ یہ سانپ اتنے چھوٹے تھے کہ ایک ہی جگہ سارے کے سارے سما گئے۔ ناگ ان کے درمیان خاموش بیٹھا چھت کے برجوں اور فصیل کو دیکھ رہا تھا۔ ان برجوں میں پہلی بار اس نے دو زرہ پوش اونچے لمبے طاقتور طلسمی سپاہیوں کے انسانی پتلوں کو دیکھا۔ ان کے قد سات فٹ تھے اور جسم بے حد چوڑے چکلے

بھرے بھرے اور طاقت سے بھرپور تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر نما چھوٹی تلواریں تھیں۔ چمڑے کے جوتے پنڈلیوں تک چڑھے ہوئے تھے۔ زرد بال کاندھوں پر تک رہے تھے۔ وہ مشین کے پتلوں کی طرح ادھر اُدھر چل کر پہرہ دے رہے تھے۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں سانپوں سے کہا:

"یہ دو سپاہی ہیں۔ ان کی کل تعداد ساٹھ ہے۔ ابھی جب رات آدھی گزر جائے گی تو یہ سب کے سب اس چھت پر آ کر سو جائیں گے اس کے بعد جب ان کے منہ کھل جائیں اور وہ گہری نیند میں کھو جائیں تو تمہیں اپنا عمل شروع کر دینا ہو گا۔"

ساٹھ کے ساٹھ سانپوں نے ایک زبان ہو کر کہا:

"ایسا ہی ہو گا عظیم ناگ دیوتا!"

سارے کے سارے سانپ ناگ کے ساتھ ستون کے پیچھے، پتھروں کے نیچے چھپے رہے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو ایک ایک کر کے اونچے لمبے تڑنگے دیوقامت زرد پوش سپاہیوں نے چھت پر آنا شروع کیا۔ وہ سب کے سب چھت پر لیٹ گئے۔ ہر طرف موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی خاموشی چھا گئی۔

ناگ نے سرگوشی میں سانپوں سے کہا:

"میں جا کر دیکھتا ہوں کہ ابھی منہ کھلے ہیں کہ نہیں۔ تم میں سے کوئی سانپ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلے۔"

یہ کہہ کر ناگ آہستہ سے رینگتا ہوا پتھروں کے نیچے نکلا اور فرش پر لیٹے سپاہیوں کے درمیان آ گیا۔ ہر سپاہی گہرے سانس لے رہا تھا۔ ان کی بڑی بڑی آنکھیں بند تھیں۔ وہ لیٹے ہوئے چت لگ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا منہ پورا کھلا ہوا تھا۔

ناگ جلدی سے واپس آ گیا۔ اس نے ساٹھ سانپوں کو حکم دیا کہ اپنا کام شروع کر دو۔ چھوٹے چھوٹے انتہائی زہریلے ساٹھ سمندری سانپ ستون کے پیچھے سے نکلے اور سپاہیوں کی طرف بڑھے۔ ان میں سے ہر سانپ ایک ایک سپاہی کی گردن کے پاس جا کر رک گیا۔ پھر انہوں نے اپنی زبان میں ایک ہی وقت میں حملے کا حکم دیا اور سانپ سپاہیوں کے بالوں بھرے سروں میں گھس گئے۔ یہاں سے رینگتے ہوئے وہ دیو پیکر سپاہیوں کے کھلے منہ میں داخل ہو گئے۔ وہ

موت کے منہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اب انہوں نے بجلی ایسی تیزی کے ساتھ ایک ایک سپاہی کے حلق میں ڈس دیا۔ سپاہیوں کو یوں لگا جیسے کسی نے ان کے حلق میں سوئی چبھو دی ہو۔ ہر سپاہی کو چھینک آ گئی۔ چھینک کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے سانپ ان کے منہ سے اچھل کر باہر جا گرے۔ سپاہی جاگ پڑے۔ وہ ایک دوسرے کو حیرت سے تکنے لگے۔ وہ اپنی گردنوں کو مل رہے تھے۔ کیوں کہ ان کے حلق خشک ہونے لگے تھے۔ سانپ ستون کی طرف بھاگے۔ ایک سپاہی نے چھوٹے چھوٹے سانپوں کو دیکھ کر تلوار اٹھائی ہی تھی کہ اس کا بازو مردہ ہو کر گر پڑا پھر ایک ساتھ سارے کے سارے سپاہیوں کے جسم سُن ہو گئے۔ وہ دھڑام سے چھت پر گرے اور پھر نہ اٹھ سکے۔ چند سیکنڈ کے بعد ناگ نے جا کر دیکھا۔ سارے طلسمی سپاہیوں کے پتلے مر چکے تھے اور اب وہ ان کے مردہ جسم آہستہ آہستہ دھواں بن کر غائب ہونے لگے تھے۔ دیکھتے دیکھتے سارے سپاہی دھواں بن کر فضا اُڑ گئے۔

میدان دشمن سے خالی ہو چکا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے سمندری سانپوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور خود سرنگ میں آ کر بیٹھ گیا۔ خدا نے سمندری سانپوں کی مدد سے اس کو بہت بڑے دشمن پر فتح دلائی تھی۔ ناگ خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔ اتنے میں ناگ کو رتنالی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی:

"ناگ! جان بچا کر بھاگو۔ وحشی پجاری کو اس کے سپاہیوں کی موت کا علم ہو گیا ہے وہ خود ایک دیو ہیکل طلسمی سپاہی کے روپ میں تمہیں ہلاک کرنے سرنگ میں آ رہا ہے۔"

ناگ تڑپ کر پیچھے کو ہٹا۔ وہ لپک کر زینے کی طرف بڑھا اور آن کی آن میں محل کے بڑے کمرے میں آ کر کھلے دروازے کی طرف بھاگا۔ اس دروازے سے نکلا تو اونچے لمبے ستونوں والے کشادہ کمرے میں اس کے سامنے ایک سات فٹا زرہ پوش لمبا تڑنگا سپاہی ہاتھ میں تلوار لیے ٹانگیں پھیلائے اس کا راستہ روکے کھڑا تھا اور اسے غضبناک آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ ناگ وہیں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی وحشی پجاری ہے جو طلسمی حالت سے سپاہی کے روپ میں

اسے ہلاک کرنے آیا ہے۔

اچانک پجاری نے حملہ کر دیا۔ پجاری نے تلوار ناگ کی گردن پر پھینکی۔ ناگ اگر پیچھے کو نہ جھکولا کھاتا تو اس کی گردن دھڑ سے الگ ہو گئی تھی۔ ناگ تڑپ کر بائیں جانب دوڑا۔ اور اچھل کر پجاری کی گردن سے ٹکرایا۔ ٹکراتے ہی اس نے پجاری کی گردن پر ڈس دیا۔ مگر پجاری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ پجاری نے ناگ پر زور سے اپنا پاؤں مار کر اسے کچلنا چاہا۔ ناگ اوپر کو اچھل کر ستون سے چمٹ گیا۔ پجاری نے نشانہ باندھ کر تلوار اس پر ماری۔ تلوار ستون سے ٹکرا کر دور جا گری۔ اب پجاری نے کوئی عمل پڑھ کر پھونکا:

ناگ کو رتنالی کی آواز آئی:

"ناگ! جون بدل لو۔"

ناگ پہلے ہی ایسا کرنے والا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک خونخوار شیر بن کر ستون سے نیچے پجاری کے اوپر گرا۔ پجاری نے ایک دھاریدار دس فٹ لمبے آدم خور شیر کو دھاڑ مار کر اوپر گرتے دیکھا تو بوکھلا گیا اور عمل بھول گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور اس کی گردن منہ میں دبوچ کر دونوں ہاتھوں کے طاقتور پنجے پجاری سپاہی کی کمر پر اتنی زور سے مارے کہ اس کی کمر کی ہڈی دو جگہوں سے ٹوٹ گئی اور گردن الگ ہو گئی۔ ناگ کو یہ بھی غصہ تھا کہ یہ ظالم پجاری تین سو برس سے ایک معصوم عورت پر ظلم و ستم ڈھا رہا تھا۔ سچ ہے۔ جو کسی پر ظلم کرتا ہے اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ اور عورت پر ظلم کرنے والے کا انجام تو ہمیشہ بہت برا ہوتا ہے۔ کیونکہ عورت ماں ہے، بہن ہے اور بیوی ہے وہ کمزور اور رحم دل ہوتی ہے۔

پجاری کے جسم کے تین ٹکڑے محل کے کشادہ کمرے کے فرش پر پڑے تھے اور سامنے سے رتنالی چلی آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی مسکراہٹ تھی۔ وہ ناگ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی:

"ناگ! تم نے مجھے تین سو سال کے بھیانک عذاب سے نجات دلا دی۔ میں آکاش کے باغوں میں نیک دل روحوں کے پاس جا کر ہمیشہ تمہارے

لیے دعا کروں گی۔"

ناگ انسانی شکل میں واپس آ چکا تھا۔ اس نے کہا:

"میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے رتنالی۔ اب مجھے بتاؤ کہ میں یہاں سے باہر نکل کر واپس اپنی دنیا میں کیسے اور کہاں سے جاؤں گا؟"

رتنالی نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:

"اپنی آنکھیں بند کر لو ناگ۔"

ناگ نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اور جیسے ہوا نے اسے اوپر اٹھا لیا ہو۔ پھر اسے اپنے ارد گرد پانی کی لہروں کی آواز سنائی دی۔ رتنالی کی آواز آئی:

"ناگ! آنکھیں کھول دو۔ تم اپنے دوستوں کے جزیرے کی طرف جا رہے ہو۔"

ناگ نے آنکھیں کھولیں تو وہ ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ اس کو سامنے وہی جزیرہ دکھائی دیا جہاں وہ تھیوسانگ، اوٹاشا، نٹالیا اور ماریا کو چھوڑ آیا تھا۔ کشتی جزیرے پر لگی تو تھیوسانگ عنبر اور اوٹاشا نٹالیا بھاگ کر اس کی طرف آئے۔

ناگ نے اپنی ساری کہانی سنائی تو سوائے عنبر تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اور کسی کو یقین نہ آیا۔ اوٹاشا اور ناپیا خوش ہوئیں کہ ان کا ساتھی ناگ واپس آ گیا ہے۔ انہوں نے راکٹ میں ایندھن بھر رکھا تھا۔ دوسرے روز وہ خلا میں اڑنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ اڑنے سے پہلے انہوں نے آخری بار ماریا کو سارے جزیرے میں تلاش کیا۔ مگر وہ انہیں کہیں نہ ملی۔ بھلا انہیں کیسے مل سکتی تھی۔ وہ تو پرانے کھنڈر کے تہ خانے والے تابوت میں بند تھی اور اس میں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ اس کی خوشبو بھی اس کے جسم سے نہیں نکل رہی تھی۔

مایوس ہو کر ناگ، تھیوسانگ، عنبر، اوٹاشا اور ناپیا راکٹ میں بیٹھ گئے اور خلائی جہاز نے ٹیک آف کر لیا۔ اس کے راکٹوں میں سے زرد نیلی اور سرخ رنگ کی آگ کا طوفان سا نکلا اور خلائی جہاز جزیرے سے اوپر اٹھنے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے خلا میں انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر انسانی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خلائی جہاز کے ٹیک آف کرنے کی دھماکہ خیز آواز ماریا کو تابوت کے اندر بھی آئی۔ جونہی خلائی جہاز زمین کی فضا سے نکل کر خلا میں داخل ہوا اس کی تابکاری کے اثرات بھی تابوت پر سے ختم ہو گئے اور ماریا اپنے

آپ تابوت سے باہر گر پڑی۔ باہر گرتے ہی اس نے اپنے آپ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ غائب تھی مگر صحیح جسمانی حالت میں تھی۔ خوشی سے ماریا ناچ اٹھی۔

وہ بھاگ کر کھنڈر سے باہر نکلی اور زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر پرواز کرتی اس مقام پر آئی جہاں راکٹ کھڑا تھا۔ راکٹ وہاں پر نہیں تھا۔ وہ تو زمین کی فضا سے بھی نکل چکا تھا۔ ماریا کو عنبر تھیوسانگ اور ناگ سے بچھڑنے کا بے حد صدمہ ہوا۔ اب اسے اپنے صحیح حالت میں واپس آنے کی کوئی خوشی نہیں رہی تھی۔ کیوں کہ اس کے ساتھی وہاں سے کسی نامعلوم منزل کی طرف پرواز کر چکے تھے۔

ماریا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سمندر کے کنارے چٹانوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے کیپٹن بھی کسی خلائی سیارے کی طرف پرواز کر چکے تھے۔ ماریا اس دنیا میں اکیلی رہ گئی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اب وہ کدھر جائے اور کہاں جا کر قیام کرے۔ چٹانوں میں بیٹھے بیٹھے دن غروب ہو گیا۔ سمندر میں ڈوبتے سورج کی گلابی کرنوں نے آگ کی چادر سی پھیلا دی۔ ماریا غروب آفتاب کے منظر کو تکنے لگی۔ دور مغرب میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سورج کا سرخ تھال آہستہ آہستہ سمندر میں ڈوب رہا تھا۔ اس کے بعد جزیرے پر رات کے سائے گھرے ہونے لگے اور پھر دیکھتے دیکھتے درختوں اور سمندر پر اندھیرا چھا گیا۔

ماریا چٹانوں سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی درختوں کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ آخر وہ کب تک اس جزیرے پر بیکار پڑی رہے گی۔ کیوں نہ وہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جائے۔ ہو سکتا ہے کسی ملک میں پہنچ کر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ وہ خلا میں پرواز کر سکے۔

یہ سوچ کر ماریا درختوں کے نیچے سے اٹھی اور زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر اس نے سمندر کے اوپر اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا رخ مغرب کی طرف تھا جدھر سورج غروب ہوا تھا۔ اس کی رفتار سمندر کے اوپر آ کر بہت تیز ہو گئی۔ سمندر کی بپھری ہوئی موجیں اس کے نیچے تیزی سے پیچھے کی طرف جا رہی تھیں۔ آسمان پر ستارے نکل آئے تھے۔ ماریا نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ اب وہ کسی جیٹ طیارے کی رفتار کے ساتھ سمندر کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔

یوں ہی سمندر کے اوپر اڑتے اڑتے اسے آدھی رات ہو گئی۔ پھر اسے دور کسی شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ اتنی زیادہ روشنیاں تھیں کہ ماریا کو محسوس ہوا کہ وہ پرانے زمانے سے نکل کر نئے زمانے میں یعنی ۱۹۸۶ء کے سن میں چلی گئی ہے۔ کیوں کہ پرانے زمانے میں جب بجلی نہیں تھی تو شہروں کی بلند عمارتیں اس طرح نہیں جگمگایا کرتی تھیں۔ ماریا اب یہ معلوم کرنے کے لیے بے تاب تھی کہ یہ کون سا ملک ہے اور سن کون سا ہے؟

ماریا کے نیچے سے دو تین سٹیمر سمندر میں تیرتے گزر گئے۔ یہ ماڈرن زمانے کے سٹیمر تھے۔ پھر اسے بندرگاہ میں کھڑے بڑے بڑے بحری جہاز دکھائی دیئے۔ یقیناً ماریا ماڈرن زمانے میں پہنچ چکی تھی۔

وہ بندرگاہ میں کھڑے جہازوں کے اوپر سے اڑتی ہوئی شہر کی ایک جگمگاتی سڑک پر آ گئی۔ یہ سڑک بہت کشادہ تھی اور اس پر ٹرک، ویگنیں اور نئے نئے ماڈل کی موٹر کاریں تیزی سے گزر رہی تھیں۔ دور شہر کی اونچی اونچی بلڈنگوں میں روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ ماریا بجلی کے ایک موٹے تار کے بیچ میں سے گزر گئی۔ بجلی کے تار میں سے ہلکا سا سپارک نکلا۔ مگر ماریا کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ذرا سا بھی جھٹکا نہ لگا حالانکہ اس موٹے تار میں گیارہ ہزار وولٹ بجلی دوڑ رہی تھی۔

ماریا بجلی کے تاروں سے اوپر ہو کر اڑنے لگی۔ وہ شہر کی سب سے بڑی سڑک یعنی ہائی وے پر اڑتی جا رہی تھی۔ یہاں سڑک کے آس پاس زیادہ آبادی نہیں تھی۔ کہیں کہیں کسی بنگلے میں روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا جلد سے جلد یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کون سا شہر ہے اور کون سا زمانہ ہے۔ اس نے دیکھا کہ سڑک یعنی ہائی وے سے ہٹ کر زرد خشک ٹیلوں کے درمیان ایک خوبصورت عمارت کھڑی تھی۔ اس کے اوپر نیون سائینز کے بڑے بڑے انگریزی لفظ چمک رہے تھے۔ "یہ ہوٹل وے" لکھا تھا۔ یہ ہوٹل تھا جس کی لابی میں دھیمی روشنی تھی۔ سامنے پارک میں تین چار کاریں کھڑی تھیں۔ ماریا نے سوچا کہ اس ہوٹل میں چل کر پتہ کرنا چاہیے کہ یہ کون سا شہر ہے۔

ماریا آہستہ آہستہ نیچے آتی گئی۔ پھر ہوٹل کے عین سامنے آ کر پارک میں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر ہوٹل کی دوسری منزل کی کھڑکی کے شیشے میں سے اندر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دو آدمی ایک عورت کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے دوسرے کمرے میں لیے جا رہے

ہیں۔ ماریا وہیں کھڑکی کے آگے رک گئی۔ وہ عورت پر ظلم ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی آنکھیں بند کھڑکی کے شیشے میں سے اندر دیکھ رہی تھیں۔ کمرے میں صرف ایک ٹیبل لیمپ ہی جل رہا تھا۔ عورت کو کمرے میں بند کر کے آدمی باہر آ گئے۔ انہوں نے دروازے کو تالا لگا دیا۔ پھر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ وہ کچھ گھبرائے ہوئے بھی تھے۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ ضرور یہاں کچھ ہونے والا تھا۔ وہ آہستہ سے کھڑکی کے بند شیشے میں سے گذر کر کمرے میں داخل ہو گئی۔

دونوں آدمی قمیض پتلون میں تھے۔ رنگ سانولا تھا۔ اور شکل صورت سے ہی بدمعاش معلوم ہو رہے تھے۔ وہ اردو زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس عورت کو وہ کہیں سے اغوا کر کے لائے ہیں۔ کمرے سے عورت کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ باہر نکلنے کے لیے شور مچا رہی تھی۔ دونوں گھبرائے۔ ایک تالا کھول کر دوسرے کمرے میں گیا اور عورت کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر باہر آ گیا۔ ماریا ایک صوفے کے پاس کھڑی خاموشی اور توجہ سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ دونوں آدمی چپ ہو گئے۔ ایک نے اشارہ کیا۔ دوسرے نے فون اٹھا کر ہیلو اد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی سے فون بند کر دیا۔ باچنے سامنے کی طرف دیکھ کر بولا۔ "شاید لاکھانی کا فون تھا۔ اسے ہمارے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس عورت کو مار ڈالنا چاہیے۔ اگر ہمیں ایک لاکھ روپے نہیں ملے تو لاکھانی بدمعاش بھی ایک لاکھ روپے نہیں حاصل کر سکے گا۔" اس کے ساتھی نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ لو چاقو اور اندر جا کر عورت کو ختم کر دو۔"

یہ آدمی کچھ سوچ کر بولا:

"مگر ٹھہرو۔ اس عورت کو ختم کرنے کی بجائے کیوں نہ ہم اسے لاشاری کے ہاتھ بیچ دیں۔ وہ بہت بڑا خرکار ہے اسے۔ ہیں تیس ہزار میں ضرور خریدے گا۔"

"اچھا خیال ہے۔" دوسرا بدمعاش بولا۔

"تو پھر اسے نکال کر لے چلتے ہیں۔ تم اسے دوائی سنگھا کر بے ہوش کر دو۔ میں گاڑی نکالتا ہوں۔"

ایک آدمی ہوٹل کے کمرے سے نکل کر نیچے کی طرف دوڑا۔ دوسرا عورت والے کمرے میں گھس گیا۔ ماریا صوفے کے پاس کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

اس کے بعد اگلی قسط نمبر ۱۲۲ "ماریا کا پتلا" میں پڑھیں

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کا

ضروری اعلان

پیارے ساتھیو! ہمیں اپنے دوستوں کے ہر روز ایسے خط ملتے رہتے ہیں جن میں انھوں نے عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی سے ملنے یا ان سے سوالات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہوتا ہے۔ ہم انتظار کرتے رہے کہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کبھی لاہور آئیں تو ان سے اس سلسلے میں بات کی جائے۔ چنانچہ اس بار جب عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی اتفاق سے اپنے ایڈونچرس سفر کے دوران لاہور آئے تو وہ ہمارے پاس بھی تشریف لائے۔ ہم نے انھیں بچوں کے خط دکھائے تو عنبر نے کہا کہ ہم بچوں سے اگلی بار ملاقات کریں گے اور ہم ان کے خطوں کے جواب ضرور دیا کریں گے۔ چنانچہ پیارے دوستو! آپ سے گزارش ہے کہ اب جبکہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی نے آپ کے سوالوں کے جواب اپنے دستخطوں کے ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو آپ اپنے اپنے سوال لکھ کر ہمیں روانہ کریں مگر اوپر عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی ہی لکھیں، کیونکہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی ہی آپ کے سوالوں کے جواب دیں گے۔ اگر آپ کیٹی کو سوال لکھیں گے تو کیٹی جواب دے گی۔ ماریا کو خط لکھیں گے تو ماریا جواب دے گی۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی بھی دوست جو عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کو کوئی سوال لکھنا چاہے اُسے کتاب میں سے کوپن کاٹ کر ساتھ ضرور بھیجنا ہوگا۔ جن سوالوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ٹوکن نہیں آئے گا ان سوالوں کے جواب عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی نہیں دیں گے ۔ سوال تین سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں۔ آئندہ بھی ہر کتاب میں ٹوکن چھپا کرے گا ۔ آپ کتاب میں سے وہ ٹوکن کاٹ کر اپنے سوالوں کے ساتھ لفافے میں ڈال کر ہمیں اس پتے پر روانہ کر دیں :

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی معرفت نیا مکتبہ اقرأ - ۲۴ آر بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

ہر خط کے جواب میں عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی جواب کے ساتھ اپنے خاص دستخط بھی کریں گے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھے ہیں ۔ اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ اگلی بار عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی لاہور آئیں تو ہم ان کی تصویر بھی اتاریں ۔ پھر یہ تصویر بھی ہم اپنے دوستوں کو بذریعہ ڈاک بھیج سکیں گے ۔

○

------------ یہاں سے کاٹیں ------------

ٹوکن برائے ماہ جولائی

نام : ______________________

پتہ : ______________________

____

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا کمپنی اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

PDFBOOKSFREE.PK